فطری ایام، نفاس اور استحاضہ کے احکام ومسائل
پر ایک جامع اور نفیس تحقیق

خواتین کے مسائل

قرآن وحدیث اور فہم سلف کی روشنی میں

استاذ الحدیث غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست

آیت یا حدیث

تقریظ

خالقِ کائنات نے وجودِ انسانیت کو برقرار رکھنے کے لیے اسے مرد و زَن میں تقسیم فرمایا۔ اس کائنات میں مرد و عورت ایک دوسرے کے لیے یوں لازم و ملزوم ہیں کہ اگر ان کا باہمی ربط نہ رہے، تو صفحۂ ہستی سے انسانوں کا صفایا ہو جائے۔ مَردوں اور خواتین کے باہمی تعلق کو یقینی اور مضبوط بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کی جسمانی ساخت میں بنیادی فرق رکھا۔ یہی فرق ان کے مابین کشش کا باعث ہے اور اسی فرق کی بنا پر خواتین کو ایسے مسائل درپیش ہوتے ہیں، جن سے مَردوں کا پالا نہیں پڑتا۔

صنفی امتیاز جو قدرت کا ایک انعام تھا، جاہلیت نے اسے خواتین کے لیے باعثِ تذلیل بنا دیا تھا۔ اپنے خاص مسائل کی بنا پر معاشرے میں خواتین سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ ایک کامل ضابطۂ حیات ہونے کے ناطے اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہر انسان کی مکمل راہنمائی فرمائی، مرد ہو یا عورت، ہر انسان کے ہر مسئلے کا حل سنجیدہ اور باوقار انداز میں پیش کیا۔

خواتین کے بارے میں اسلام کے انھی احکامات کو استاذِ محترم، فضیلۃ الشیخ، علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ نے زیرِ نظر کتاب میں جمع فرمایا ہے۔ یہ کتاب اس

حوالے سے لکھی گئی سب کتب سے کئی لحاظ سے ممتاز ہے۔ اس کے کچھ امتیازی اوصاف یہ ہیں:

- قرآن و حدیث سے استدلال صرف فہم سلف کی روشنی میں کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام کا نام لینے والا ہر گمراہ فرقہ قرآن و حدیث سے من مانے استدلال کرتا ہے، لیکن اہل سنت و اہل حدیث قرآن و حدیث سے استدلال و استنباط کرتے وقت فہم سلف کو معیار سمجھتے ہیں۔ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کے فہم کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی تعلیمات کو سمجھنا ممکن ہی نہیں۔
- صرف ان احادیث، آثار اور اقوال پر اعتماد کیا گیا ہے، جو اصولِ محدثین کے مطابق پایۂ صحت کو پہنچتے تھے۔ ''موضوع'' و ''منکر'' تو کجا، کوئی ''ضعیف''، بلکہ کم ضعف والی حدیث، اثر یا قول بھی اس کتاب میں بطورِ دلیل مذکور نہیں۔
- اہل علم کے اختلاف کی صورت میں دلائل کی روشنی میں بہت ہی شستہ انداز سے راجح و مرجوح کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔
- ہر طویل بحث کے آخر میں ''خلاصۃ التحقیق'' کے عنوان سے پوری تحقیق کا نچوڑ چند الفاظ میں پیش کر دیا گیا ہے۔
- قارئین کی آسانی کے لیے ہر عربی عبارت کو مکمل طور پر اعراب سے مزین کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔ صرف خواتین ہی نہیں، بلکہ مَرد حضرات بھی ضرور اس سے استفادہ کریں تا کہ انھیں خواتین کے خاص مسائل پر اسلامی احکامات سے آگاہی ہو سکے اور مرد و خواتین اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

تقریظ

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شیخ محترم اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین!

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

نائب مدیر، ماہنامہ، السنۃ، جہلم

پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پیش لفظ

اسلام کا اولین درس طہارت تھا، نظافت اسلام کا طغرائے امتیاز ہے، دوسرے مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی، شارع نے جہاں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر شرعی احکام پر رہنمائی کی ہے، وہاں طہارت کے مسائل بھی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

خواتین کی طہارت کا باب مردوں کی نسبت وسیع ہے، حیض، نفاس اور استحاضہ والے خون صرف عورت کو لاحق ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں خواتین اسلام کی لحہ بہ لحہ رہنمائی کی ہے، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والی عورتیں بیسیوں بیماریوں سے محفوظ رہتی ہیں۔

افسوس کن بات یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلامی تعلیمات سے نا آشنا ہے، لوگ سنی سنائی باتوں پر اکتفا کرتے ہیں، کتاب و سنت کی طرف رجوع نہیں کرتے، طہارت کے متعلق اکثر عوام کوتاہ بین ثابت ہوئے ہیں، حالانکہ یہ دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔

ہمارے ہاں طہارت کے متعلق دو طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں۔

① پہلے گروہ کے لوگ بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں اتنی عار محسوس کرتے ہیں کہ ان سامنے ضروری مسائل بھی بیان نہیں کرتے۔

② دوسرا گروہ جنسیات کی یورپین آئیڈیالوجی کا حامل ہے، ان کی سوچ اس قدر آزاد ہے کہ یہ لوگ بچوں کو بھی جنسی تعلیم دینے کے حمایتی ہیں۔

یہ دونوں نظریے انتہا پسندی کے عکاس ہیں، بلکہ معاشرے میں اخلاقی بگاڑ اور بے شمار معاشرتی برائیاں پھیلانے کا باعث ہیں۔

راہ اعتدال یہ ہے کہ بلوغت سے پہلے ہی مائیں بیٹیوں کو اور باپ بیٹوں کو ان مسائل سے آگاہ کریں، یہ اقدام معاشرے سے اخلاقی بیماریوں کا خاتمہ کرنے کے لیے مفید ثابت ہوگا، ایسے مسائل بتانے میں جھجک اور شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سب سے بڑھ کر حیا والے ہیں۔

زیر نظر کتاب ایسے ہی مسائل کی ایک کڑی ہے، استاذ محترم علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ نے والدین کی یہ ذمہ داری آسان کردی ہے، حیض، نفاس اور استحاضہ کے احکام و مسائل مفصل قلم بند کیے گیے ہیں، شائستہ، شگفتہ، مہذب اور آسان فہم الفاظ کا چناؤ ہے، کتاب وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں ہر مسئلہ زیر بحث لایا گیا ہے، اب والدین کی ذمہ داری فقط اتنی ہے کہ وہ یہ کتاب اپنی بچیوں کو اَزبر کروائیں، مائیں خود پڑھیں، نوجوان نسل کو جہالت کی وادیوں سے باہر لائیں، اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند کریں، یہ میری ذمہ داری ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے، دعوتِ دین کا فریضہ نبھاتے ہوئے اس کتاب کو عام کریں، یہ میرا اور ہم سب کا فرض ہے۔

مولائے کریم سے دُعا ہے کہ وہ شیخ صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے، ان کی تحریر و تقریر میں برکت دے، مزید دین حنیف کی خدمت کا شرف بخشے، حاسدوں کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ابواُمامہ نوید احمد بشار

مقدمہ

کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، اس میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ نظامِ کائنات اسی کے تابع ہے۔ اس کی تخلیق حکمت کے تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت بنات آدم کو مخصوص مسائل سے دو چار کیا ہے۔

ماہواری (طبعی اور جبلی خون)، خواتین کا خاصہ ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ».

''اللہ نے اسے بنات آدم کی فطرت بنایا ہے۔''

(صحيح البخاري: 305، صحيح مسلم: 1211)

اسلام نے عورت کو ہر حوالے سے پروقار اور جائز مقام دیا ہے۔ یہ اسلام کے محاسن میں سے ہے، حیض کے ایام میں عورت کو نفرت کا نشانہ بنایا جاتا تھا، اسے تنگ وتاریک بند کوٹھڑی کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں اور اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا تھا، اسلام نے اس حالت میں عورت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا، لیٹنا اور بات چیت کرنا سب جائز رکھا۔ اسے قید و بند سے آزاد کروایا اور اس کے مخصوص مسائل کے حوالے سے تفصیلی راہنمائی فرمائی تا کہ ایک مسلمان عورت

باعزت زندگی گزار سکے۔

مخصوص نسوانی مسائل کی تعلیم میں اکثر خواتین کو حیا آڑے آجاتی ہے اور وہ اپنے مخصوص مسائل واحکام کی تعلیم سے نا آشنا رہتی ہیں۔

مسلم خواتین کی اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم نے قرآن و حدیث اورفہمِ سلف صالحین پر مبنی تعلیمات کو احاطۂ تحریر میں لایا ہے۔

اس کاوش کا نام ''بنات آدم کے مخصوص مسائل'' ہے۔ پانچ ابواب میں تقسیم ہے: پہلے باب میں ماہواری کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ دوسرے میں استحاضہ کے۔ تیسرا نفاس کے متعلق ہے۔ چوتھے میں عدت کے مسائل ہیں اور پانچواں باب خواتین کو درپیش چند متفرق مسائل پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں مستند اور ''صحیح'' احادیث و آثار کا اہتمام ہے۔ اسے فہم محدثین کی تائید حاصل ہے، قرآن و حدیث اور آثار سلف سے مستنبط فقہی مسائل کا ذخیرہ اور اہل علم کی علمی تحقیقات کا نچوڑ ہے، یہ آسان اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہے تاکہ ہر کس وناکس کے لیے یکساں مفید ہو۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے میرے والدین، میرے اساتذہ اور خود میرے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین!

حررہٗ

غلام مصطفٰے ظہیر امن پوری

0300-5482125

ماہواری کے احکام ومسائل

ماہواری (Menstrual Period) یا حیض وہ مخصوص خون ہے، جو بالغ خواتین کو مخصوص دنوں میں آتا ہے، یہ خون ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا کا کام بھی دیتا ہے۔ اس لیے حاملہ کو حیض نہیں آتا۔ یہ خون بلوغت سے لے کر پچاس سال کی عمر تک ہر عورت کو ہر ماہ آتا ہے۔ رحم سے خارج ہوتا ہے۔ اس کا خروج صنف نازک کی صحت کا ضامن ہے، عورت کی صحت اور طبیعت پر خوشگوار اثر چھوڑتا ہے، جبکہ اس کی بندش یا بے اعتدالی مضر اور کئی بیماریوں کا پیش خیمہ ہے۔

یہ باب مندرجہ ذیل فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اوّل: ماہواری کے خدوخال

فصل دوم: ماہواری اور طہارت

فصل سوم: ماہواری اور ازدواجی زندگی

فصل چہارم: ماہواری اور عبادات

ماہواری کے خدوخال

① ماہواری بلوغت کی ایک نشانی

اسلام ہر اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ قرار دیتا ہے، جسے احتلام آئے، زیر ناف بال اُگ آئیں یا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے۔

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر:4/387-388)

لڑکی کو حیض آنا بھی بلوغت کی نشانی ہے، جیسا کہ

① فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝ ﴾ (الطلاق 65: 4)

’’وہ طلاق یافتہ عورتیں جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہوں، شک کی صورت میں ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔‘‘

مشہور مفسر ومؤرّخ، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (701-774ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى مُبَيِّنًا لِّعِدَّةِ الْآيِسَةِ، وَهِيَ الَّتِي قَدِ انْقَطَعَ عَنْهَا الْحَيْضُ لِكِبَرِهَا، أَنَّهَا ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ، عِوَضًا عَنِ الثَّلَاثَةِ قُرُوءٍ فِي حَقِّ مَنْ تَحِيضُ، كَمَا دَلَّتْ عَلٰى ذٰلِكَ آيَةُ الْبَقَرَةِ، وَكَذَا الصِّغَارُ اللَّائِي لَمْ يَبْلُغْنَ سِنَّ الْحَيْضِ أَنَّ عِدَّتَهُنَّ كَعِدَّةِ الْآيِسَةِ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ، وَلِهٰذَا قَالَ: ﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ﴾.

"یہاں اللہ تعالیٰ نے ان عمر رسیدہ عورتوں کی عدت بیان کی ہے، جن کی ماہواری بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہوگئی ہو، ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ان کی تین ماہ عدت تین ماہواریوں کے عوض میں ہے، سورت بقرہ کی آیت کریمہ اس پر دلیل ہے۔ اسی طرح وہ بچیاں، جنھیں ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو، ان کی عدت بھی بوڑھی عورتوں کی طرح تین مہینے ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جن بچیوں کو ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو۔"

(تفسیر القرآن العظیم: 149/8، بتحقیق الدکتور سلامة)

عدت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے غیر حاملہ کے دو گروہ بنائے ہیں، ایک وہ، جنھیں ماہواری آتی ہے اور دوسرا جنھیں بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے ماہواری نہیں آتی۔ معلوم ہوا کہ جسے ماہواری آتی ہے، وہ بچی یا بوڑھی نہیں، بلکہ جوان اور بالغہ ہے۔

② **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ.

''اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6/150، 218، سنن أبي داوٗد: 641، سنن الترمذي: 377، سنن ابن ماجه: 665، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے، امام ابن الجارود (173)، امام ابن خزیمہ (775)، امام ابن حبان (1711)، حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر: 4/155) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (1/251) نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، لیکن امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے ان کی متابعت کی ہے۔

(معجم ابن الأعرابي: 1996، وسندهٗ صحيح)

ثابت ہوا کہ حیض بھی علامات بلوغت میں سے ہے، اسی لیے بالغہ کو حائضہ کہا گیا ہے۔

③ تیسرے یہ کہ اس پر اجماع ہے، جیسا کہ ابن منذر رحمہ اللہ (242-319ھ) لکھتے ہیں:

فَالْاِحْتِلَامُ وَالْإِنْبَاتُ وَاسْتِكْمَالُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً حَدٌّ لِّلْبُلُوغِ، الَّذِي يَجِبُ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، بِوُجُودِ أَيِّ وَاحِدَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ كَانَ مَوْجُودَةً، الْفَرَائِضُ وَالْحُدُودُ، وَفِي الْمَرْأَةِ خَصْلَةٌ رَابِعَةٌ تَجِبُ بِوُجُودِهَا فِيهَا عَلَيْهَا الْفَرَائِضُ، وَهِيَ الْحَيْضُ، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ بِوُجُودِ الْحَيْضِ فِي الْمَرْأَةِ تَجِبُ الْفَرَائِضُ.

''احتلام، زیر ناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے

گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف:388/4)

خلاصۃ التحقیق

احتلام، زیر ناف بال، پندرہ سال کی عمر اور عورت کی ماہواری علامات بلوغ ہیں۔

2 ایامِ مخصوصہ کی تعیین

ایام ماہواری کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت متعین نہیں، اس کا انحصار فطرت وعادت پر ہے۔ بعض لوگ ماہواری کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن بتاتے ہیں، یہ بے دلیل ہے۔ اس حوالے سے پیش کی جانے والی روایات ''صحیح'' نہیں، بل کہ ''موضوع'' یا ''ضعیف'' ہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَكُلُّهَا ضَعِيفَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهَا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ.

''یہ تمام روایات ضعیف ہیں، ان کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(المجموع شرح المهذّب:383/2)

مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثٌ، وَأَكْثَرُهُ عَشْرٌ».

’’ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔‘‘

(المعجم الكبير للطبراني: 152/8)

سخت ترین ’’ضعیف‘‘ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْمَلِكِ هٰذَا رَجُلٌ مَّجْهُولٌ، وَالْعَلَاءُ هُوَ ابْنُ كَثِيرٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَمَكْحُولٌ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي أُمَامَةَ شَيْئًا.

’’اس کا راوی عبدالملک مجہول اور علاء بن کثیر ضعیف ہے۔ نیز مکحول نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔‘‘ (سنن الدارقطني: 218/1، تحت الحديث: 835)

علاء بن کثیر کو امام بخاری، امام نسائی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام یحییٰ بن معین اور جمہور محدثین نے مجروح قرار دیا ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلِلْعَلَاءِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مَّكْحُولٍ عَنِ الصَّحَابَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نُسَخٌ، كُلُّهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

’’علاء بن کثیر نے عن مکحول عن الصحابہ عن النبی کی سند سے کئی غیر محفوظ نسخے روایت کیے ہیں، علاء منکر الحدیث ہے۔‘‘ (الكامل في ضعفاء الرجال: 1861/5)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الْأَثْبَاتِ.

’’ثقہ راویوں سے منسوب من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔‘‘

(كتاب المجروحين: 181/1، 182)

اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

② سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَأَكْثَرُهُ عَشْرَةُ أَيَّامٍ».

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(سنن الدارقطني:1/219)

سخت ''ضعیف'' ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَمَّادُ بْنُ مِنْهَالٍ مَّجْهُولٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَنَسٍ ضَعِيفٌ.

''حماد بن منہال مجہول اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے۔''

(سنن الدارقطني:1/219، تحت الحديث:386)

حیرت ہے کہ بعض لوگ محدثین کی بیان کردہ روایات تو پیش کرتے ہیں، لیکن ان پر محدثین کا تبصرہ ذکر نہیں کرتے!

ایک وجہ ضعف ''انقطاع'' بھی ہے، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''مکحول نے سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔''

(المراسيل لابن أبي حاتم، ص:213)

لہٰذا یہ روایت اگر امام مکحول رحمہ اللہ تک ثابت ہو بھی جائے، تو بھی ''منقطع'' ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: «لَا، إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ

فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي».

''سیدہ فاطمہ بنت ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو، تو غسل کر کے نماز ادا کیجیے۔''

(صحيح البخاري: 325، صحيح مسلم: 760)

شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اسْتَنْبَطَ مِنْهُ الرَّازِيُّ الْحَنَفِيُّ أَنَّ مُدَّةَ أَقَلِّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَّأَكْثَرِهِ عَشَرَةٌ، لِقَوْلِهِ: «قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا»، لِأَنَّ أَقَلَّ مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ [أَيَّامٍ] ثَلَاثَةٌ، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ، فَأَمَّا دُونَ الثَّلَاثَةِ؛ فَإِنَّمَا يُقَالُ يَوْمَانِ وَيَوْمٌ، وَأَمَّا فَوْقَ عَشَرَةٍ؛ فَإِنَّمَا يُقَالُ أَحَدَ عَشَرَ يَوْمًا، وَهٰكَذَا إِلٰى عِشْرِينَ، وَفِي الْاِسْتِدْلَالِ بِذٰلِكَ نَظَرٌ.

''اس حدیث سے علامہ رازی حنفی نے استدلال کیا ہے کہ ایامِ ماہواری کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیں۔'' [أَيَّامٍ] کا اطلاق کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس پر ہوتا ہے۔ تین سے کم دنوں کے لیے یہ لفظ مستعمل نہیں۔ دو دنوں کے لیے [يَوْمَانِ] اور ایک دن کے لیے [يَوْمٌ] کا لفظ بولا جاتا ہے، جبکہ گیارہ سے بیس

تک [یَوْمًا] بولا جائے گا۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 410/1)

لغت عرب میں دو پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء 4: 11)

''اگر میت کے بھائی ہیں، تو والدہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔''

یہاں لفظ [إِخْوَةٌ] ذکر ہوا ہے اور یہ جمع ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے:

فَأُطْلِقَ لَفْظُ الْجَمْعِ عَلَى الِاثْنَيْنِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء 4: 11)، وَالْمُرَادُ أَخَوَانِ.

''جمع کا لفظ دو پر بولا گیا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء 4: 11) ''اگر میت کے بھائی ہوں، تو والدہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔'' یہاں دو بھائی مراد ہیں۔''

(ردّ المحتار حاشية الدرّالمختار لابن عابدين الشامي الحنفي: 146/6، البناية شرح الهداية للعيني الحنفي: 468/13، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي الحنفي: 49/2)

جمع کا لفظ دو کے لیے مستعمل ہے، تو ایام کا لفظ بھی دو پر بولا جا سکتا ہے، لہٰذا لفظ ایام سے کم سے کم تین دن کا استدلال درست نہیں۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (384-456ھ) فرماتے ہیں:

وَالْعَجَبُ مِنِ انْتِصَارِهِمْ هٰهُنَا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَقَعُ اسْمُ الْأَيَّامِ إِلَّا عَلٰى ثَلَاثٍ لَا أَقَلَّ، وَهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء 4: 11) أَنَّهٗ لَا يَقَعُ إِلَّا عَلٰى أَخَوَيْنِ

فَقَطْ، فَهَلَّا جَعَلُوا لَفْظَةَ الْأَيَّامِ تَقَعُ هٰهُنَا عَلٰى يَوْمَيْنِ؟

''یہ اپنے مذہب کو سہارا دینے کے لیے تعجب خیز باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ (ایام) کم سے کم تین دن پر بولا جاتا ہے، حالانکہ یہی لوگ فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء 4: 11) ''میت کے بھائی ہیں، تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔'' کی تشریح میں کہتے ہیں کہ لفظ [إِخْوَةٌ] (اگرچہ جمع ہے، لیکن یہاں) صرف دو بھائیوں پر بولا جاتا ہے۔ (جب وراثت کے مسئلہ میں جمع کا اطلاق دو پر کر دیا ہے) تو یہاں [أَيَّامٌ] کا اطلاق دو پر کیوں نہیں کرتے؟'' (المحلّٰی بالآثار: 197/2)

صحابہ کرام اور ایامِ مخصوصہ کی تعیین!

کسی بھی صحابی سے فطری ایام کی تعیین ثابت نہیں۔ اس حوالے سے پیش کیے جانے والے آثار کا حال ملاحظہ ہو:

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن ہے۔'' (سنن الدارمي: 172/1)

سند ''ضعیف'' ہے، سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بَلَغَنِي عَنْ أَنَسٍ.

''مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے۔''

پہنچانے والا کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں، لہٰذا سند ابہام کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

یہ کہنا کہ رِجَالُهٗ رِجَالُ مُسْلِمٍ (اس کے تمام راوی صحیح مسلم والے ہیں) مفید نہیں، کیونکہ سفیان ثوری کا استاذ نامعلوم ہے، صحیح مسلم کا راوی کیسے؟

② سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ، وَأَقْصَاهُ عَشْرٌ.

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(سنن الدارقطني:209/1)

سخت ''ضعیف'' ہے۔

جلد بن ایوب ''متروک'' ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الضعفاء والمتروكون:141)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کی حدیث کسی کام کی نہیں، یہ ضعیف الحدیث ہے۔'' (العلل ومعرفة الرجال:775)

امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:549/2)

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ.

''ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:549/2)

امام ابو زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ مضبوط راوی نہیں۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:549/2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ (الضعفاء والمتروكون:97)

③ سیدنا عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

اَلْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ، تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

''عورت کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے، تو مستحاضہ کے حکم میں ہے۔ غسل کر کے نماز پڑھے گی۔'' (سنن الدارقطني:210/1)

سند ''ضعیف ومردود'' ہے۔

① ہشام بن حسان ''مدلس'' ہیں، بصیغہ عن بیان کر رہے ہیں۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 55/9، وسندہ صحیح) اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ (علل ابن ابی حاتم: 260/2) نے انھیں ''مدلس'' کہا ہے۔

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حسن بصری اور عطا بن ابی رباح رحمہما اللہ سے اس کی روایت میں کلام ہے۔''

(تقریب التہذیب:7289)

❀ اسماعیل بن علیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا لَا نَعُدُّ هِشَامَ بْنَ حَسَّانَ فِي الْحَسَنِ شَيْئًا.

''ہم ہشام بن حسان کی حسن بصری سے روایت کسی کام کی نہیں سمجھتے تھے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:56/9، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ جرح مفسر ہے، جسے ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

③ حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس ہے۔

④ ''انقطاع'' بھی ہے، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ .

''حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(المستدرك على الصحيحين:176/1)

تابعین عظام اور ایامِ مخصوصہ کی تعیین

سفیان ثوری رحمہ اللہ (م:161ھ) بیان کرتے ہیں:

أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثٌ، وَّأَكْثَرُهُ عَشْرٌ .

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(سنن الدّارقطني:210/1، وسندهٔ حسنٌ)

آپ کا یہ اجتہاد خطا پر مبنی ہے، واللہ اعلم!

❀ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ (م:114ھ) فرماتے ہیں:

أَدْنَى الْحَيْضِ يَوْمٌ.

''ماہواری کی کم از کم مدت ایک دن ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي:320/1، وسندهٔ حسنٌ، سنن الدارمي: 211/1، ح: 873، سنن الدارقطني:207/1، ح:790، وصحّحه ابن حجر في فتح الباري:425/1)

ائمہ دین اور ایامِ مخصوصہ کی تعیین

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ (م:157ھ) فرماتے ہیں:

عِنْدَنَا هَاهُنَا امْرَأَةٌ تَحِيضُ غُدْوَةً، وَتَطْهُرُ عَشِيَّةً.

''ہمارے ہاں ایک عورت ہے، جسے صبح ماہواری آتی ہے اور شام کو پاک ہو

جاتی ہے۔''

(سنن الدارقطني:209/1، ح:803،3880، السنن الكبرىٰ للبيهقي:320/1، وسندهٗ حسنٌ)

جمہور کہتے ہیں کہ محمد بن مصعب قرقسانی امام اوزاعی سے بیان کرنے میں ثقہ ہیں۔

❁ شریک بن عبداللہ، قاضی رحمہ اللہ (م:178ھ) فرماتے ہیں:

عِنْدَنَا امْرَأَةٌ تَحِيضُ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الشَّهْرِ حَيْضًا مُسْتَقِيمًا صَحِيحًا.

''ہمارے ہاں ایک عورت کو ہر ماہ پندرہ دن مسلسل ماہواری آتی ہے۔''

(سنن الدارقطني:209/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (م: 198ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتِ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْعَلَاءِ، قَالَتْ: حَيْضَتِي مُنْذُ أَيَّامِ الدَّهْرِ يَوْمَانِ.

''امِ علاء نامی ایک عورت نے بتایا: ساری زندگی میری ماہواری کی مدت دو دن رہی۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي:320/1، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''صحیح'' کہا ہے۔

(المجموع شرح المهذّب:382/2)

❁ ہاشمی امام، محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (150-204ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ امْرَأَةً أُثْبِتَ لِي عَنْهَا أَنَّهَا لَمْ تَزَلْ تَحِيضُ يَوْمًا، وَلَا تَزِيدُ عَلَيْهِ.

''میں نے ایک عورت دیکھی، مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے ہمیشہ ایک دن ماہواری

آتی رہی ہے، کبھی اس سے زیادہ نہیں ہوئی۔'' (كتاب الأمّ:64/1)

❀ امام خراسان، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (166-238ھ) فرماتے ہیں:

وَصَحَّ لَنَا فِي زَمَانِنَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدَةٍ أَنَّهَا قَالَتْ: حَيْضَتِي يَوْمَانِ .

''ہمارے زمانے کی کئی خواتین کا یہ بیان ثابت ہے کہ انھیں دو دن ماہواری آتی ہے۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي:320/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ائمہ دین کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ ماہواری کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن بتانا مشاہدے اور تجربے کے بھی خلاف ہے۔

اہل علم کا فیصلہ

اہل علم کا فیصلہ یہی ہے کہ عورت کے ایامِ مخصوصہ کی تعیین کے بارے میں قرآن و حدیث اور اجماعِ امت میں کوئی دلیل نہیں، لہٰذا اس کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی حد نہیں۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (541-620ھ) فرماتے ہیں:

وَلَنَا أَنَّهٗ وَرَدَ فِي الشَّرْعِ مُطْلَقًا مِّنْ غَيْرِ تَحْدِيدٍ، وَلَا حَدَّ لَهٗ فِي اللُّغَةِ، وَلَا فِي الشَّرِيعَةِ، فَيَجِبُ الرُّجُوعُ فِيهِ إِلَى الْعُرْفِ وَالْعَادَةِ.

''ہمارے مطابق ایام حیض کے حوالے سے اسلام میں کوئی حد مقرر نہیں۔ نہ اس کی لغت اور شریعت میں کوئی حد ہے۔ اس میں عرف عام اور عادت کا اعتبار ضروری ہے۔'' (المغني:321/1)

❀ شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذٰلِكَ اسْمُ الْحَيْضِ؛ عَلَّقَ اللّٰهُ بِهِ أَحْكَامًا مُتَعَدِّدَةً فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَلَمْ يُقَدِّرْ؛ لَا أَقَلَّهُ وَلَا أَكْثَرَهُ، وَلَا الطُّهْرُ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ، مَعَ عُمُومِ بَلْوَى الْأُمَّةِ بِذٰلِكَ وَاحْتِيَاجِهِمْ إِلَيْهِ، وَاللُّغَةُ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ قَدْرٍ وَّقَدْرٍ، فَمَنْ قَدَّرَ فِي ذٰلِكَ حَدًّا فَقَدْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْعُلَمَاءُ؛ مِنْهُمْ مَّنْ يَّحُدُّ أَكْثَرَهُ وَأَقَلَّهُ، ثُمَّ يَخْتَلِفُونَ فِي التَّحْدِيدِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّحُدُّ أَكْثَرَهُ دُونَ أَقَلِّهِ، وَالْقَوْلُ الثَّالِثُ أَصَحُّ أَنَّهُ لَا حَدَّ لَا لِأَقَلِّهِ وَلَا لِأَكْثَرِهِ، بَلْ مَا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ عَادَةً مُّسْتَمِرَّةً، فَهُوَ حَيْضٌ.

”کتاب و سنت میں حیض سے متعلق بیسیوں احکام و مسائل کا بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے ماہواری کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں کی، نہ ہی دو ماہواریوں کے درمیان پاکی کی کوئی مدت متعین ہے، حالانکہ خواتین امت عمومی طور پر اس سے دو چار ہیں اور انھیں حیض کے مسائل درپیش ہوتے ہیں، ان دنوں کی تعیین لغت میں بھی نہیں ہے، لہٰذا انھیں مقرر و متعین کرنے والا کتاب و سنت کا مخالف ہے، بعض اہل علم نے ان ایام کی کم سے کم مدت کا تعین کیا، لیکن ان میں اختلاف ہو گیا، بعض نے زیادہ سے زیادہ مدت کا تعین کیا ہے، ان میں بھی اختلاف ہے، درست بات یہی ہے کہ ان ایام کی کوئی حد نہیں، نہ کم سے کم، نہ زیادہ سے زیادہ، مستقل عادت ہی ماہواری کی مدت ہے۔“ (مجموع الفتاویٰ: 237/19)

شیخ الاسلام ثانی، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ تَقْدِيرُ أَقَلِّ الْحَيْضِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَأَكْثَرِهِ بِعَشَرَةٍ؛ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ صَحِيحٌ، بَلْ كُلُّهُ بَاطِلٌ.

”حیض کے متعلق کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس دن کی تعیین میں کوئی صحیح دلیل نہیں، ساری کی ساری روایات باطل ہیں۔“ (المنار المنیف: 122)

❀ علامہ ابن ترکمانی حنفی کہتے ہیں کہ حیض (کی مقدار ایام) کے بارے میں نہ کوئی نص (دلیل) ہے، نہ اجماعِ امت، رہی عادت، تو وہ مختلف ہے، جیسا کہ عطاء رحمہ اللہ وغیرہ سے گزر چکا ہے۔ (الجوهر النقيّ في الردّ على البيهقي: 320/1)

❀ جناب محمد سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی لکھتے ہیں:

”علامہ زیلعی نصب الرایہ (1/1 15-156) میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مبنی برانصاف بات یہ ہے کہ حیض کے اقل اور اکثر کی تعیین کے بارے میں کسی فریق کے پاس کوئی صحیح، مرفوع اور صریح روایت نہیں، مبارک پوری تحفۃ الاحوذی (122/1) میں لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت سے اقل اور اکثر کی تعیین نہیں، صرف عرف اور عادت کے ذریعے اس کی تعیین کی گئی ہے۔“

(خزائن السنن: 228/1)

❀ جناب انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

”دمِ حیض کی تحدید قلیل وکثیر بہت دشوار ہے، کیونکہ امصار واعصار وغیرہ کے اختلاف سے اس میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ اس کی توقیت کے لیے کوئی صحیح، قوی، مرفوع حدیث وارد نہیں ہے اور جو ہیں وہ بعض ضعیف، بعض شدید الضعف اور کچھ منکر بھی ہیں۔ قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے شرح

ترمذی میں لکھا کہ توقیت شرعاً کچھ نہیں ہے اور سب کچھ عادت پر بنا ہے۔''

(انوار الباری شرح صحیح بخاری از احمد رضا بجنوری: 213/10)

خلاصۃ التحقیق

عورت کے ماہانہ ایام کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حد مقرر نہیں۔

3 زرد اور مٹیالہ خون

ماہواری میں زرد اور مٹیالہ خون

ایام مخصوصہ میں سیاہی مائل، زرد، مٹیالہ یا خاکستری سیاہ رنگ کا خون آئے، تو وہ حیض ہی شمار ہوگا، جیسا کہ

① ام علقمہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ، فِيهَا الْكُرْسُفُ؛ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ، فَتَقُولُ: لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ.

''عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈِبیا بھیجتیں، جس میں روئی ہوتی، اس میں زرد رنگ کا خونِ حیض ہوتا تھا۔ (سوال کرتیں کہ نماز پڑھ لیں؟)، تو آپ فرماتیں: جب تک خالص سفیدی نہ دیکھ لیں، جلدی نہ کریں۔''

(المؤطّأ للإمام مالك: 38/1، السنن الكبرٰى للبيهقي: 336/1، وسندهٗ حسنٌ)

② عمرہ رحمہا اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

إِنَّهَا كَانَتْ تَنْهَى النِّسَاءَ أَنْ يَّنْظُرْنَ إِلٰى أَنْفُسِهِنَّ لَيْلًا فِي الْحَيْضِ، وَتَقُولُ: إِنَّهَا قَدْ تَكُونُ الصُّفْرَةُ وَالْكُدْرَةُ.

''سیدہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو منع کرتیں کہ رات کے وقت فیصلہ نہ کریں کہ حیض ختم ہو چکا ہے یا نہیں، فرماتیں: خونِ حیض کبھی زرد اور مٹیالہ بھی ہوتا ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي:336/1، وسندهٗ حسنٌ)

③ مشہور فقیہ، امام زہری تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مِنَ الْحَيْضَةِ، وَتُمْسِكُ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَنْقٰى.

''فطری ایام کے آخر میں آنے والا زرد اور مٹیالے رنگ کا خون حیض ہے، جب تک یہ ختم نہیں ہو جاتا، نماز نہ پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:93/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ایامِ ماہواری کے بعد زرد یا مٹیالہ پانی

ایامِ مخصوصہ میں زرد یا مٹیالے رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوتا ہے اور ایامِ مخصوصہ ختم ہونے کے بعد اگر زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی جاری ہو جائے، تو وہ حیض نہیں۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

إِذَا رَأَتِ الْمَرْأَةُ الدَّمَ؛ فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ، حَتّٰى تَرَاهُ أَبْيَضَ كَالْقَصَّةِ، فَإِذَا رَأَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتُصَلِّ، فَإِذَا رَأَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ

صُفْرَةً أَوْ كُدْرَةً؛ فَلْتَتَوَضَّأْ وَلْتُصَلِّ .

''عورت خون دیکھے، تو نماز سے رک جائے، سفید پانی جاری ہو، تو غسل کر کے نماز پڑھ لے، بعد میں اگر زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی دیکھے، تو وضو کر کے نماز پڑھے۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي:337/1، سنن الدارمي:891، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدہ امِ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا .

''ہم طہر کے ایام میں زرد اور مٹیالے رنگ کے پانی کو حیض نہیں سمجھتی تھیں۔''

(صحيح البخاري:326، سنن أبي داوٗد:307)

③ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَتْهَا بَعْدَ الْغُسْلِ، فَإِنَّهَا تَسْتَثْفِرُ، وَتَوَضَّأُ، وَتُصَلِّي.

''غسل ماہواری کے بعد زرد رنگ کا خون دیکھیں، تو زیر جامہ پہن کر وضو کریں اور نماز ادا کریں (یہ خون استحاضہ شمار ہوگا)۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:94/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي التَّرِيَّةِ شَيْءٌ بَعْدَ الْغُسْلِ إِلَّا الطُّهُورُ.

''غسل کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی طہر ہی ہے۔''

(سنن الدارمي:897، وسندهٗ صحيحٌ)

④ مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَغْتَسِلْ حَتّٰى تَرٰى طُهْرًا أَبْيَضَ كَالْقَصَّةِ.

''(حیض سے) اس وقت تک غسل نہ کرے، جب تک بالکل سفید پانی نہ دیکھ لے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة:94/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ سے طہر کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

اَلْأَبْيَضُ الْجُفُوفُ، الَّذِي لَيْسَ مَعَهُ الصُّفْرَةُ، وَلَا مَاءٌ .

''طہر ایسی سفیدی ہے، جس میں زرد رنگ کا خون یا پانی شامل نہ ہو۔''

(مصنّف عبد الرزّاق: 1158، مصنّف ابن أبي شيبة:93/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْكُدْرَةُ وَالصُّفْرَةُ فِي أَيَّامِ الْحَيْضِ حَيْضٌ، وَكُلُّ شَيْءٍ رَآتْهُ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَيْضِ؛ مِنْ دَمٍ، أَوْ كُدْرَةٍ، أَوْ صُفْرَةٍ، فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

''ماہواری میں زرد اور مٹیالے رنگ کا خون حیض ہے، لیکن اس کے بعد آنے والا خون اور زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی، حیض نہیں، استحاضہ ہے۔''

(سنن الدارمي: 887، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ امام ابومحمد، عبداللہ بن عبد الرحمٰن، دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرا بھی یہی مذہب ہے۔''(سنن الدارمي، تحت الحديث: 887)

تنبیہ ①: فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں لکھا ہے:

فَإِنْ رَآتْهُ مِنَ الدُّبُرِ؛ لَا يَكُونُ حَيْضًا، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ انْقِطَاعِ الدَّمِ.

''اگر عورت پچھلی شرم گاہ سے خون دیکھے، تو وہ حیض نہیں ہوگا، البتہ خون ختم ہونے پر غسل کرنا مستحب ہوگا۔''

(فتاویٰ عالمگیري:136/1، المحیط البرھاني في الفقه النعماني لابن مازه حنفي:209/1)

یہ ناشائستہ اور تہذیب سے عاری بات ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حیض کا خون کہاں سے جاری ہوتا ہے؟ نیز اس پر غسل مستحب ہونے کی کیا دلیل ہے؟

تنبیہ ②: ماہواری سے فارغ ہونے کے بعد عورت کو اگر مسلسل پانی آ رہا ہو، تو وہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے گی، کیونکہ اس کا حکم بھی استحاضہ (ایک بیماری کا خون، جس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ آئے گا) والا ہے۔

4 حمل اور حیض!

حاملہ کو حیض نہیں آتا۔ دلائل ملاحظہ ہوں!

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرْهُ، فَلْیُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِیُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا .

''انھیں حکم دیجیے کہ رجوع کر لیں، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔''

(صحیح البخاري:5251، صحیح مسلم:1471، واللفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ حاملہ کو حیض نہیں آ سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کو طہر کے قائم مقام کہا ہے۔ اگر حمل میں حیض آ سکتا، تو حیض میں طلاق سے ممانعت کیوں اور حمل یا طہر میں طلاق کی اجازت کیوں؟

② سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِذَا رَأَتِ الْحَامِلُ الصُّفْرَةَ؛ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ، وَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ؛

اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ، وَلَا تَدَعُ الصَّلَاةَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

''حاملہ زرد پانی دیکھے، تو وضو کر کے نماز پڑھے اور جب خون دیکھے، تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ کسی بھی صورت میں نماز نہیں چھوڑ سکتی۔''

(مصنّف عبد الرزّاق:317/1، الأوسط لابن المنذر:229/2، وسندهٗ حسنٌ)

③ نیز فرماتی ہیں:

اَلْحَامِلُ لَا تَحِيضُ، إِذَا رَأَتِ الدَّمَ؛ فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

''حاملہ کو حیض نہیں آتا۔ خون دیکھے، تو غسل کر کے نماز پڑھے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي:423/7، وسندهٗ حسنٌ)

غسل کا یہ حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں۔

تنبیہ: ام علقمہ رحمہا اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ، أَتُصَلِّي؟ قَالَتْ: لَا تُصَلِّي حَتّٰى يَذْهَبَ الدَّمُ.

''انھیں پوچھا گیا کہ حاملہ کو خون آئے، تو نماز پڑھے گی؟ فرمایا: خون ختم ہونے تک نماز نہیں پڑھے گی۔'' (الأوسط لابن المنذر:239/2، 240)

سند ''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن وہب مصری نے ''تدلیس عطف'' کی ہے، عبد اللہ بن وہب کہتے ہیں أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، یہاں ابن وہب نے ابن لہیعہ سے تو سنا ہے، لیکن لیث بن سعد سے نہیں سنا، فقط عطف ڈال دیا ہے، ابن لہیعہ خود مدلس ہیں، انھوں نے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا ابن وہب کا ان سے سماع مفید نہیں اور لیث ثقہ ہیں، لیکن ابن وہب نے ان سے سماع کی تصریح نہیں کی۔ لہٰذا

یہاں ''تدلیس عطف'' مؤثر ہے۔

فائدہ: امّ علقمہ ''صدوقۃ'' اور ''حسنۃ الحدیث'' ہیں۔ انھیں امام عجلی، امام ابن حبان، امام حاکم رحمہم اللہ وغیرہ نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

④ شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے حاملہ کے خون کے بارے میں فرمایا:

لَيْسَ بِشَيْءٍ. ''اس کا کوئی اعتبار نہیں۔''

حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

''ایسی عورت مستحاضہ کے حکم میں ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 212/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ تا ⑩ **جابر بن زید** (مصنّف ابن أبي شيبة: 212/2، وسندهٗ حسنٌ)، **سلیمان بن یسار** (مصنّف ابن أبي شيبة: 212/2، مصنّف عبد الرزّاق: 317/1، وسندهٗ صحيحٌ)، **عطاء بن ابی رباح** (مصنّف عبد الرزّاق: 316/1، وسندهٗ صحيحٌ)، **سعید بن مسیّب** (مصنّف عبد الرزّاق: 316/1، وسندهٗ صحيحٌ)، **امام احمد بن حنبل** (مسائل الإمام أحمد لأبي داوٗد: 25) **اور امام ابن منذر** (الأوسط: 241/2) رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔

تنبیہ: **امام زہری** (المؤطّأ للإمام مالك: 60/1 وسندهٗ صحيحٌ)، **امام مجاہد** (سنن الدارمي: 962، وسندهٗ صحيحٌ)، **امام عکرمہ** (سنن الدارمي: 963، وسندهٗ صحيحٌ)، **امام بکر بن عبداللہ مزنی** (سنن الدارمي: 967، وسندهٗ صحيحٌ)، **امام قتادہ** (مصنّف عبد الرزّاق: 316/1، وسندهٗ صحيحٌ) رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ حاملہ کو حیض آ سکتا ہے، لیکن دلیل اس مذہب کا ساتھ نہیں دیتی۔

خلاصۃ التحقیق

حاملہ کو حیض نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے طلاق کی بحث میں غیر حاملہ کی عدت تین حیض بیان کی ہے، جبکہ حاملہ کی وضع حمل بتائی ہے۔ اگر حاملہ کو بھی حیض آ سکتا ہوتا، تو اس کی عدت بھی تین حیض مقرر کر دی جاتی۔

5 عمر رسیدہ اور حیض!

عمر رسیدہ کو حیض نہیں آ سکتا۔ اسے خون آئے، تو وہ خون استحاضہ کا ہو گا، حیض کا نہیں۔ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گی، جیسا کہ

❀ امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ فِي امْرَأَةٍ تَرَكَهَا الْحَيْضُ ثَلَاثِينَ سَنَةً، ثُمَّ رَأَتِ الدَّمَ، فَأَمَرَ فِيهَا بِشَأْنِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

''امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ایسی عورت کے بارے میں سوال ہوا، جسے تیس سال سے حیض نہیں آیا، وہ خون دیکھے تو کیا کرے؟ آپ نے اسے مستحاضہ قرار دیا۔'' (سنن الدارمي: 878، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام دارمی رحمہ اللہ سے بوڑھی عورت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي، وَإِذَا طُلِّقَتْ تَعْتَدُّ بِالْأَشْهُرِ.

''وضو کر کے نماز ادا کرے۔ اسے طلاق ہو جائے، تو تین ماہ عدت گزارے۔''

(سنن الدارمي: تحت الحديث: 880)

6 ایک ماہ میں دو یا تین بار حیض!

عین ممکن ہے کہ ایک مہینے میں دو یا تین بار ماہواری آ جائے۔ اگر ایسا ہو، تو حیض کے دنوں میں نماز سے رک جائے اور حیض کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے، جیسا کہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ تْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي».

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو، تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 228، صحيح مسلم: 333)

7 مانع حیض ادویات کا استعمال

مانع حیض ادویات کا استعمال ممنوع ہے۔ اطبا اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی ادویات

کا استعمال طبی اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔حیض کا آنا ایک طبعی اور فطری عمل ہے۔اس کا روکنا فطرت کے خلاف ہے۔ اس کے بے شمار نقصانات ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

① مانع حیض ادویات کے استعمال سے ماہواری کا عمل بگڑ جاتا ہے۔اس کے نتیجہ میں عورت کا ماں بننا مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ حمل ٹھہرنے کے لیے ایام ماہوای میں ترتیب اور اعتدال ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں پچاسی فیصد خواتین کو اس مشکل کا سامنا ہے۔

② ہارمونز متاثر ہوتے ہیں اور بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

③ مردوں سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً چہرے پر بال اُگ آتے ہیں اور حمل نہیں ٹھہرتا، وغیرہ۔

④ جسمانی توازن بے ڈھنگ ہو جاتا ہے۔

⑤ چہرے پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں۔

یہ نقصانات ان خواتین کا مقدر ہیں، جو فطرت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہیں، اگر کسی نے مانع حیض گولیاں استعمال کر لیں اور ان کی وجہ سے خون رُک گیا، تو اس حالت میں وہ نماز، روزہ، قرآن مجید کی تلاوت، طواف کعبۃ اللہ اور اس طرح ان تمام اعمال سرانجام دے سکتی ہے، جو حالت حیض میں ممنوع تھے، کیونکہ وہ اب مصنوعی طور پر ہی سہی، حالت طہر میں ہے۔

❁ ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ تَحِيضُ، يُجْعَلُ لَهَا دَوَاءٌ، فَتَرْتَفِعُ حَيْضَتُهَا،

وَهِيَ فِي قُرْئِهَا كَمَا هِيَ تَطُوفُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، فَإِذَا هِيَ رَأَتْ خُفُوقًا، وَلَمْ تَرَ الطُّهْرَ الْأَبْيَضَ، فَلَا .

''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ مانع حیض دوا استعمال کرنے کے بعد طواف کرسکتی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، اگر پاکی دیکھتی ہے، تو طواف کرسکتی ہے، البتہ خون کے نشانات دیکھے اور سفیدی نہ دیکھے، تو طواف نہیں کرسکتی۔''

(مصنّف عبد الرزّاق: 1219، وسندہٗ صحیحٌ)

ماہواری اور طہارت

1 ماہواری کا خون ناپاک ہوتا ہے

ماہواری کا خون ناپاک ہوتا ہے۔ جسم یا کپڑے کو لگ جائے، تو دھونا ضروری ہے، جیسا کہ

① سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: «تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، وَتَنْضَحُهُ، وَتُصَلِّي فِيهِ.

''ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: کپڑوں کو حیض کا خون لگ جائے، تو کیا کریں؟ فرمایا: کھرچیں، پانی سے ملیں اور دھو دیں، پھر اس میں نماز ادا کریں۔'' (صحيح البخاري: 227، صحيح مسلم: 291)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي».

''سیدہ فاطمہ بنت ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو، تو خون دھو کر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 228، صحيح مسلم: 333)

③ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَصْنَعُ إِحْدَانَا بِثَوْبِهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، أَتُصَلِّي فِيهِ؟ قَالَ: «تَنْظُرُ، فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ، وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ، وَلْتُصَلِّي فِيهِ».

''میں نے ایک عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے سنا کہ ماہواری کے بعد حیض والے کپڑوں کا کیا کریں؟ ان میں نماز ادا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: خون لگا ہو، تو متاثرہ جگہ کو پانی کے ساتھ دھو دیں اور اس میں نماز ادا کر لیں۔''

(سنن أبي داود: 360، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (276) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

④ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ، قَالَ: «حُكِّيهِ بِضِلْعٍ، وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ».

''میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ماہواری کا خون کپڑے سے لگا ہو، تو کیا کریں؟ فرمایا: کسی نوک دار چیز سے کھرچ دیں، پھر پانی اور بیری کے پتوں سے دھو لیں۔''

(سنن أبي داوٗد: 363، سنن النسائي: 395، سنن ابن ماجه: 628، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (277)، امام ابن حبان (1395) اور امام ابن قطان رحمہم اللہ **نے ''صحیح''، جبکہ حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ (فتح الباري شرح صحيح البخاري: 334/1) **نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔**

امام ابن حبان رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ» أَمْرُ فَرْضٍ، وَذِكْرُ السِّدْرِ وَالْحَكِّ بِالضِّلَعِ أَمْرُ نَدْبٍ وَّإِرْشَادٍ.

''پانی سے دھونے کا حکم وجوبی ہے اور بیری کے پتوں اور نوک دار چیز سے کھرچنا مستحب ہے۔'' (صحيح ابن حبان، تحت الحديث: 1395)

ہر مائع میں پاک کرنے کی صلاحیت نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ (الفرقان 25: 48)

''ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔''

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نجاست زائل کرنے کی صلاحیت صرف پانی میں رکھی ہے۔ جب پانی میسر ہو، تو اس کے علاوہ کوئی چیز نجاست زائل نہیں کرسکتی۔

رسولِ اکرم ﷺ کے مذکورہ فرامین بھی یہی بتاتے ہیں کہ صرف پانی کے ساتھ دھونے سے کپڑا پاک ہوسکتا ہے۔

فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے:

وَيَجُوزُ تَطْهِيرُهَا بِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ، وَيُمْكِنُ إِزَالَتُهَا بِهٖ، كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، مِمَّا إِذَا عُصِرَ انْعَصَرَ، وَهٰذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَّزُفَرُ وَالشَّافِعِيُّ: لَا يَجُوزُ.

''نجاسات ہر پاک مائع سے زائل ہو جاتی ہیں، مائع مثلا: سرکہ، عرقِ گلاب اور دوسری وہ چیزیں جو نچوڑنے سے نچڑ جائیں۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا ہے، جبکہ محمد بن حسن، زفر اور امام شافعی کا مذہب ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔''

(الهداية: 71/1، المبسوط للسرخسي: 96/1، فتح القدير لابن همّام: 169/1-170، منية المصلّي: 35)

قرآن و حدیث کے خلاف یہ فتویٰ معتبر نہیں۔ کسی مسلمان سے قطعاً ثابت نہیں کہ اس نے خونِ ماہواری اور دیگر نجاسات کو سرکے یا عرق گلاب سے دھویا ہو۔

تنبیہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فَإِنْ أَصَابَهٗ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ بَلَّتْهُ بِرِيقِهَا، ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا.

''ہمارے پاس فقط ایک کپڑا ہوا کرتا تھا، اسی میں ماہواری آتی، اسے خون لگ

جاتا، تو تھوک کے ساتھ گیلا کر کے ناخن سے کھرچ دیتی تھیں۔‘‘

(سنن أبي داوٗد: 358، وسندہٗ صحیحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا فِي الدَّمِ الْيَسِيرِ الَّذِي يَكُونُ مَعْفُوًّا عَنْهُ، فَأَمَّا الْكَثِيرُ مِنْهُ؛ فَصَحِيحٌ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُهُ.

’’تھوک سے اس صورت میں کھرچا جائے گا، جب خون کا داغ معمولی ہو، جس پر مواخذہ نہیں ہوتا، جب خون زیادہ ہو، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ثابت ہے کہ وہ اسے دھوتی تھیں۔‘‘ (السنن الکبریٰ: 14/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَيْسَ فِيهِ أَيْضًا أَنَّهَا صَلَّتْ فِيهِ، فَلَا يَكُون فِيهِ حُجَّةٌ لِّمَنْ أَجَازَ إِزَالَةَ النَّجَاسَةِ بِغَيْرِ الْمَاءِ، وَإِنَّمَا أَزَالَتِ الدَّمَ بِرِيقِهَا لِيَذْهَبَ أَثَرُهُ، وَلَمْ تَقْصِدْ تَطْهِيرَهُ.

’’روایت میں یہ بھی ذکر نہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کپڑے میں نماز پڑھی ہو، لہٰذا یہ اس شخص کی دلیل نہیں بن سکتی، جو پانی کے علاوہ دیگر اشیا سے نجاست زائل کرنا جائز سمجھتا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تھوک سے خون اس لیے صاف کیا تھا تاکہ اس کا نشان ختم ہو جائے، اسے پاک کرنا ہرگز مقصود نہیں تھا۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 413/1)

ماہواری والے کپڑوں میں نماز

دوران ماہواری کپڑے پر خون لگ جائے، تو متاثرہ جگہ کو دھو کر نماز ادا کر لیں اور

اگر یقین ہو کہ خون نہیں لگا، تو دھوئے بغیر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهِ، وَأَنَا حَائِضٌ، وَعَلَيَّ مِرْطٌ، وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ إِلٰى جَنْبِهِ.

''ایام مخصوصہ میں مَیں نبی کریم ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوتی، مجھ پر ایک چادر ہوتی، جس کا ایک حصہ آپ ﷺ کے پہلو پر ہوتا اور آپ رات کی نماز ادا کرتے۔'' (صحيح مسلم: 514)

② سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟

''کیا رسول اللہ ﷺ مجامعت والے کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے؟ فرمایا:

نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى.

''جی ہاں، جب دیکھتے کہ ان میں نجاست نہیں لگی۔''

(سنن أبي داوٗد: 366، سنن النسائي: 295، سنن ابن ماجه: 540، وسندہٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن جارود (132)، امام ابن خزیمہ (776) اور امام ابن حبان (2331) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ مغلطائی رحمہ اللہ (شرح سنن ابن ماجه: 591/1) نے اس کی سند کو ''صحیح'' اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (التوضيح لشرح الجامع الصحيح: 278/5) نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ، وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ؛ غَسَلَ مَكَانَهُ، وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلّٰى فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ؛ تَعْنِي ثَوْبَهُ، مِنْهُ شَيْءٌ؛ غَسَلَ مَكَانَهُ، وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلّٰى فِيهِ.

''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی کپڑے میں رات بسر کرتے، حالانکہ میں ماہواری میں ہوتی۔ آپ ﷺ کے جسم کو خون لگ جاتا، تو متاثرہ جگہ دھو لیتے، اس سے زیادہ نہ دھوتے، پھراسی طرح نماز ادا کرتے اور اگر کپڑے کو خون لگ جاتا، تو صرف متاثرہ حصہ دھو لیتے، اس سے زیادہ نہ دھوتے، پھراسی میں نماز ادا کرتے۔'' (سنن أبي داوٗد:269، سنن النسائي:285، وسندهٗ حسنٌ)

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نِسَاءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِ كُنَّ يَحِضْنَ، فَإِذَا طَهُرْنَ لَمْ يَغْسِلْنَ ثِيَابَهُنَّ الَّتِي كُنَّ يَلْبَسْنَ فِي حَيْضَتِهِنَّ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِنْ رَأَيْتُنَّ دَمًا فَاغْسِلْنَهُ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور امہات اولاد (لونڈیاں جن کے بطن سے اولاد پیدا ہوچکی ہو) ماہواری سے پاک ہوتیں، تو ماہواری والے کپڑے نہیں دھوتی تھیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ کپڑوں پر خون لگ جائے، تو دھولیا کریں۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:95/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَرْأَةُ تُصَلِّي فِي ثِيَابِهَا الَّتِي تَحِيضُ فِيهَا، إِلَّا أَنْ يُّصِيبَ مِنْهَا شَيْئًا، فَتَغْسِلُ مَوْضِعَ الدَّمِ.

''عورت ماہواری والے کپڑوں میں نماز ادا کر سکتی ہے، تاہم خون آلودہ جگہ دھولے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 96/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِهٖ، إِلَّا أَنْ تَرٰى شَيْئًا، فَتَغْسِلُهٗ.

''ماہواری والے کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے، البتہ خون دیکھے، تو اسے دھولے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 96/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَغْسِلُ مَكَانَ الدَّمِ.

''صرف خون والی جگہ دھوئے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 96/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ کپڑوں پر خونِ ماہواری لگا ہو، تو اتنے حصے کو دھو کر نماز ادا کی جا سکتی ہے اور اگر یقین ہو کہ کپڑے پر کچھ نہیں لگا، تو بلاتردّد انھی کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے، نبی کریم ﷺ اسی کپڑے میں نماز ادا فرما لیتے، جس کا ایک پہلو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہوتا تھا اور آپ فطری ایام میں ہوتیں، البتہ مشکوک کپڑے میں نماز سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسا کہ

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي شُعُرِنَا، أَوْ

فِي لُحُفِنَا.

''رسول اللہ ﷺ ہماری اوڑھنی یا لحاف میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد: 367، سنن الترمذي: 600، سنن النسائي: 5368، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2336) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (252/1) نے اسے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

کیا ایک درہم سے کم نجاست مضر نہیں؟

بعض فقہا کے ہاں مشہور ہے کہ نجاست غلیظہ، مثلاً دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون)، شراب، پیشاب، پاخانہ، حیض کا خون، کتے کا پاخانہ، درندوں کا پاخانہ، اگر جسم یا کپڑے پر ایک درہم سے کم ہو، تو معاف ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(الجامع الصغير للشيباني، ص: 9، الهداية: 45/1، شرح النقاية: 45/1، الأصل للشيباني: 68/1، المبسوط: 86/1، بدائع الصنائع: 18/1، فتح القدير: 208,202/1، البحر الرائق: 239/1، ردّ المحتار: 213/1)

دلائل ملاحظہ ہوں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ قَدَرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ.

''خون کی ایک درہم مقدار سے نماز دوہرائی جائے گی۔''

(سنن الدارقطني: 401/1، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 138/3، ت: 660، السنن الكبرٰى للبيهقي: 404/2، الضعفاء الكبير للعقيلي: 561/2)

تبصرہ: جھوٹی روایت ہے۔ رَوح بن غُطَیف جزری ضعیف و متروک ہے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔(التاریخ الکبیر:308/3)

② امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، مُنْكَرُ الْحَدِيثِ جِدًّا.

''یہ قوی نہیں، اس کی حدیث سخت منکر ہوتی ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:495/3)

③ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''متروک'' ہے۔(الضعفاء والمتروكون:190)

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔(سنن الدارقطني:401/1)

⑤ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ، لَا تَحِلُّ كِتَابَةُ حَدِيثِهِ وَلَا الرِّوَايَةُ عَنْهُ.

''یہ ثقہ راویوں کی طرف منسوب جھوٹی احادیث بیان کرتا تھا۔ اس کی حدیث لکھنا اور اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔''(كتاب المجروحين:298/1)

دوسری سند (تاريخ بغداد للخطيب:300/9، الموضوعات لابن الجوزي:75/2، نصب الراية للزيلعي:212/1) بھی جھوٹی ہے۔ اس میں نوح بن ابو مریم ہے، جو باتفاقِ محدثین ''ضعیف''، ''متروک'' اور کذاب ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' بھی ہے، نیز ابو محمد صالح بن محمد بن نصر بن محمد بن عیسیٰ، قاسم بن عباد ترمذی، ابو عامر اور یزید ہاشمی کے حالات بھی نہیں ملے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا أَصْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے بالکل ثابت نہیں۔'' (الضعفاء الصغیر:1/45، ت: 118)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ.

''یہ حدیث جھوٹی ہے۔'' (الضعفاء الكبير للعقيلي:2/56، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُنْكَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

''یہ روایت اس سند کے ساتھ منکر ہے۔'' (الكامل في ضعفاء الرجال:3/138)

③ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهٰذَا خَبَرٌ مَّوْضُوعٌ، لَا شَكَّ فِيهِ، مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا، وَلَا رَوٰى عَنْهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيّبِ ذَكَرَهٗ، وَلَا الزُّهْرِيُّ قَالَهٗ، وَإِنَّمَا هٰذَا اخْتِرَاعٌ أَحْدَثَهٗ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي الْإِسْلَامِ، وَكُلُّ شَيْءٍ يَّكُونُ بِخِلَافِ السُّنَّةِ، فَهُوَ مَتْرُوكٌ، وَقَائِلُهٗ مَهْجُورٌ.

''بلا شبہ یہ جھوٹی روایت ہے، نہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے، نہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا، نہ زہری رحمہ اللہ نے ایسا کہا، یہ اہل کوفہ کی طرف سے اسلام میں ایجاد کی گئی بدعت ہے۔ ہر خلاف سنت بات متروک اور کہنے والا مردود ہے۔''

(كتاب المجروحين:1/299)

④ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ. ''یہ ثابت نہیں۔'' (معرفة السنن والآثار:2/355، ح:4910)

⑤ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوعات'' (من گھڑت روایات) میں ذکر کیا ہے۔ (الموضوعات:75/2)

⑥ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے [وَاہٍ] (کمزور) قرار دیا ہے۔ (تنقيح التحقيق:129/1)

⑦ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ حَدِيثٌ بَاطِلٌ، لَا أَصْلَ لَهُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

''یہ حدیث من گھڑت ہے، محدثین کے نزدیک بے بنیاد ہے۔''

(شرح صحيح مسلم:97/1)

جھوٹی روایت کو دلیل بنا کر نجس کپڑوں میں نماز کی اجازت دینا کسی طرح درست نہیں۔

تنبیہ①: بعض الناس نے لکھا ہے:

وَذُكِرَ فِي [الْأَسْرَارِ] عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُمَا قَدَّرَ النَّجَاسَةَ بِالدِّرْهَمِ.

''[الاسرار] میں سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ انھوں نے نجاست کو درہم کے ساتھ ماپا۔''

(البناية في شرح الهداية للعيني:726/1)

سند کہاں اور کیسی ہے؟ کوئی پتہ نہیں! حدیث کی کسی کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں۔

لطیفہ: ایک صاحب نے یہ دلیل پیش کی ہے:

وَعَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ قَدَّرَهَا بِظُفُرِهِ، قَالَ فِي [الْمُحِيطِ]: وَكَانَ ظُفُرُهُ قَرِيبًا مِّنْ كَفِّنَا، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ مَا دُونَهُ لَا يَمْنَعُ، وَقَوْلُ عُمَرَ يُبْطِلُ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ناخن کے ساتھ نجاست ماپی۔[المحیط] مصنف کا کہنا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ناخن ہماری ہتھیلی کے برابر تھا۔ معلوم ہوا کہ اس سے کم نجاست نماز کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل میں امام شافعی رحمہ اللہ کا رد ہے، جن کا کہنا ہے کہ نجاست نہیں ناپی جائے گی۔''

(البناية في شرح الهداية:1/726)

یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایسا الزام ہے، جس کا جھوٹ ہونا کسی سے مخفی نہیں، دنیا کی کسی کتاب میں کوئی ضعیف روایت بھی ایسی نہیں، جس میں یہ بیان ہو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ناخن ہتھیلی جتنا تھا۔

تنبیہ②: قتادہ رحمہ اللہ سے منقول ہے:

مَوْضِعُ الدِّرْهَمِ فَاحِشٌ.

''ایک درہم کی مقدار نجاست فاحش ہوتی ہے۔'' (مصنّف عبد الرزّاق:1/375)

اس کی سند عبد الرزاق رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا:

إِذَا كَانَ مَوْضِعَ الدِّرْهَمِ فِي ثَوْبِكَ، فَأَعِدِ الصَّلَاةَ.

''کپڑے میں ایک درہم کے برابر نجاست ہو، تو نماز دہرالیں۔'' (ایضًا)

سند عبد الرزاق اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کی ''تدلیس'' کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ③: بعض لوگ لکھتے ہیں کہ جسم کے کسی حصے پر نجاست لگ جائے، تو اسے زبان سے چاٹ لیا جائے۔ اس سے جسم پاک ہو جاتا ہے۔

ایک فقہی مذہب کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے:

إِذَا أَصَابَ النَّجَاسَةَ بَعْضَ أَعْضَائِهٖ، وَلَحَسَهَا بِلِسَانِهٖ، حَتّٰى ذَهَبَ أَثَرُهَا، يَطْهُرُ.

''جسم کے کسی حصے کو نجاست لگ جائے اور اسے زبان سے چاٹ لے، حتی کہ اس کا اثر ختم ہو جائے، تو پاک ہو جاتا ہے۔''

(فتاوٰی عالمگیري:45/1، فتاوٰی قاضي خان: 11/1، البحر الرائق لابن نجیم: 127/1، ردّ المحتار علی الدرّ المختار لابن عابدین: 226/1، حاشیة الطحطاوي علی الدرّ المختار: 157/1، وغیرهم)

جناب احمد رضا خان، بریلوی (1272-1340ھ) لکھتے ہیں:

''انگلی سے نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اسے جائز جاننا شریعت پر افترا و اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے۔ اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ منہ بھی پاک رہے گا۔ نجاست چاٹنے سے قطعا ناپاک ہو جائے گا۔ اگرچہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلے کہ اثر نجاست کا منہ سے دھل کر سب پیٹ میں چلا جائے، پاک ہو جائے گا، مگر اس چاٹنے نگلنے کو وہی جائز رکھے گا، جو نجس کھانے والا ہے۔ [اَلْخَبِيثُ لِلْخَبِيثِينَ، وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثِ] (نجاست نجس لوگوں کے لیے ہے اور نجس لوگ نجاست کے لیے ہیں)۔''

(فتاوٰی رضویه:565/4، نسخه:134/2، أحکامِ شریعت، حصه سوئم، ص:252)

نیز لکھتے ہیں:

''مُنیہ اور حلیہ میں ہے...... یوں ہی جب اس کے بعض اعضا پر نجاست لگی اور اس نے اس کو اپنی زبان سے پاک کر دیا، یہاں تک کہ اس کا اثر چلا گیا، اسی

طرح جب چھُری ناپاک ہوگئی، پھر اس نے اسے زبان سے چاٹا یا تھوک سے صاف کیا، یوں ہی جب بچّے نے ماں کے پستان پر قے کی، پھر کئی بار پستان کو چُوسا، تو وہ پاک ہوجائے گا انتھٰی۔ دوسری کتب میں بھی اسی طرح ہے۔ قواعد مذہبیہ اس مقام پر جس کلام کے تحریر کے متقاضی ہیں وہ یہ ہیں کہ جب کسی عضو پر نجاست حقیقی لگ جائے، تو اگر وہ دکھائی دینے والی ہے اور اس نے یا کسی دوسرے نے اس کو چاٹ لیا، یہاں تک کہ اصل نجاست اور اس کا اثر زائل ہو گیا۔ اگر اس کو دُور کرنے میں مشقّت نہ ہو، تو پاک ہوجائے گا اور اگر وہ نجاست دکھائی نہیں دیتی، تو تین بار چاٹنے سے پاک ہوجاتی ہے، جیسا کہ مصنف نے اس مسئلہ میں ذکر کیا ہے یا کہ اس وقت جبکہ اس کے زوال کا غالب گمان ہوجائے۔ عنقریب مصنف اس کی تصریح کریں گے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ: 4/466,465)

ایک ہتھیلی کی مقدار نجاست کے ساتھ نماز پڑھنے کے حوالے سے دلائل ہم نے ذکر کر دیے ہیں اور ان کا حال بھی آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے۔

خون کا نشان رہ جائے، تو کوئی حرج نہیں

عمرو بن ہرم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ، يُصِيبُ ثَوْبَهَا الدَّمُ، فَتَغْسِلُهُ، فَيَبْقَى فِيهِ مِثَالُ الدَّمِ، أَتُصَلِّي فِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ .

''جابر بن زید رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ماہواری کا خون دھونے کے باوجود

کپڑے پر نشان رہ گیا ہے، کیا اس میں نماز ادا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جی ہاں!'' (مصنّف ابن أبي شيبة:95/1، وسندهٗ حسنٌ)

کپڑا اچھی طرح دھویا جائے تاکہ خون کی اصل زائل ہو جائے، اصل زائل ہونے کے بعد اگر کپڑے پر نشان رہ جاتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن 64: 16)

''حسب استطاعت اللہ سے ڈریں۔''

سیدہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا والی یہ حدیث البتہ ثابت نہیں۔

«يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ، وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ».

''پانی سے دھونا کافی ہوگا، خون کے نشانات مضر نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد:380,365/2، سنن أبي داوٗد:365، السنن الكبرٰى للبيهقي:408/2)

سند ''ضعیف'' ہے، ابن لہیعہ ''مدلس'' اور ''مختلط'' ہے۔

جس سند میں ابن لہیعہ سے عبداللہ بن وہب مصری، جنھوں نے قبل از اختلاط سماع کیا، بیان کرتے ہیں، اس میں تدلیس ہے اور جہاں سماع کی تصریح ہے، وہاں ابن لہیعہ کے اختلاط کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا یہ سند ''ضعیف'' ہی ہے۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری کا خون ناپاک ہے، کپڑے کو لگ جائے، تو اسے پانی ہی سے دھویا جائے۔ ایامِ ماہواری میں جو کپڑے زیب تن کیے ہوں، ان پر خون نہ لگا ہو، تو وہ پاک

ہی ہوتے ہیں، دھوئے بغیر ان میں نماز جائز ہے۔ اگر خون لگا ہو، تو صرف متاثرہ جگہ دھو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

2 ماہواری کے بعد غسل اور اس کا طریقہ

ماہواری کے بعد غسل فرض ہے، جیسا کہ

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنت ابو حُبَیْش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

«فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدبَرَتْ فَاغْتَسِلِي، وَصَلِّي».

''حیض آئے، تو نماز چھوڑ دیں اور ختم ہو جائے، تو غسل کر کے نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 320، صحيح مسلم: 333)

سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي.

''ایام مخصوصہ میں نماز سے رکی رہیں، بعد میں غسل کر کے نماز ادا کریں۔''

(صحيح مسلم: 334)

حیض و نفاس کا حکم ایک ہی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُجُوبِ الْغُسْلِ بِسَبَبِ الْحَيْضِ وَسَبَبِ النِّفَاسِ، وَمِمَّنْ نَقَلَ الْإِجْمَاعَ فِيهَا؛ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِيرٍ

الطَّبَرِيُّ وَآخَرُونَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ حیض اور نفاس سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ جن اہل علم نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے، ان میں امام ابن منذر، امام ابن جریر طبری اور دیگر شامل ہیں۔'' (المجموع شرح المهذّب: 148/2)

غسل میں نیت

یہ بات ذہن میں رہے کہ وضو اور غسل میں نیت ضروری ہے، ورنہ وضو یا غسل نہ ہوگا۔ محض جسم پر پانی بہانا کافی نہیں، بلکہ دل میں یہ عزم ہو کہ میں رضائے الٰہی کے لیے وضو یا غسل کر رہی ہوں۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل حیض کا وہی طریقہ ہے، جو غسل جنابت کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَائَهَا وَسِدْرَتَهَا، فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً، فَتَطَهَّرُ بِهَا»، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَطَهَّرِينَ بِهَا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: [كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ] تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ.

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتے لیں، اس سے اچھی طرح پاکی حاصل کریں، اپنے سر پر پانی ڈال کر خوب ملیں، حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر سر پر پانی انڈیل دیں۔ پھر مشک میں ڈوبی ہوئی روئی سے صفائی کریں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: صفائی کیسے کریں؟ فرمایا: سبحان اللہ، صفائی کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے بتایا کہ اسے خون کے نشانات پر لگائیں (اور نشانات صاف کریں)۔'' (صحیح مسلم: 332)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ، فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوئَهٗ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ، فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ، حَتّٰى إِذَا رَآى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت فرماتے، تو شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، پھر شرمگاہ دھوتے، پھر نماز کے وضو کی مانند وضو فرماتے، پھر پانی لے کر اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ جڑوں کو مکمل تر کر لیا ہے، تو سر پر تین لپیں پانی ڈالتے، پھر سارے جسم پر پانی بہا کر پاؤں دھو لیتے۔''

(صحيح البخاري: 248، صحيح مسلم: 316)

صحیح بخاری (249) کے الفاظ ہیں:

وُضُوئَہٗ لِلصَّلَاۃِ، غَیْرَ رِجْلَیْہِ.

''نبی کریم ﷺ نماز والا وضو کرتے، البتہ پاؤں نہیں دھوتے تھے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ، دَعَا بِشَيْءٍ نَّحْوَ الْحِلَابِ، فَأَخَذَ بِكَفِّهٖ، فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى وَسَطِ رَأْسِهٖ .

''رسولِ اکرم ﷺ غسل جنابت فرماتے، تو ایک دودھ نکالنے والا برتن منگواتے۔ چلو سے پانی لے کر سر کی دائیں جانب بہاتے، پھر بائیں جانب۔ اس کے بعد دونوں چلّوؤں سے پانی لے کر سر پر بہاتے۔''

(صحيح البخاري: 258، صحيح مسلم: 318)

ایک روایت ہے:

سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا؟ قَالَ: فَذَكَرَتْ أَنَّهٗ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا ؟ قَالَ: «تَطَهَّرِي بِهَا، سُبْحَانَ اللّٰهِ»، وَاسْتَتَرَ .

''ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے غسل کا طریقہ سکھایا۔ پھر فرمایا: خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ بولی: کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ

(تعجب ہے کہ ایسی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی)، اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے چہرہ چھپا لیا۔'' (صحيح مسلم:332)

یاد رہے کہ غسل جنابت اور غسل حیض کا ایک ہی طریقہ ہے۔ دورانِ غسل شرمگاہ پر ہاتھ نہ لگے، تو وضو برقرار رہے گا، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ، فَقَالَ: وَأَيُّ وُضُوءٍ أَفْضَلُ مِنَ الْغُسْلِ؟

''نبی اکرم ﷺ سے غسل کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: غسل سے افضل بھی کوئی وضو ہے؟''

(المعجم الكبير للطبراني: 371/12، المستدرك للحاكم:154/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے غسل کے وضو سے نماز پر اجماع نقل کیا ہے۔

(الاستذكار:325/1)

غسل سے پہلے وضو مستحب ہے

غسل سے پہلے وضو مستحب ہے، ضروری نہیں، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا إِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ، لَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا أَنَّهُمْ مُّجْمِعُونَ أَيْضًا عَلَى اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ.

''بلا اختلاف اس بات پر علما کا اجماع ہے، الحمدللہ! وہ اس بات پر متفق ہیں کہ غسل سے پہلے وضو مستحب ہے۔'' (الاستذكار:327/1)

اس بارے میں درج ذیل کتب کا مطالعہ بھی مفید ہے۔

(التمهيد لابن عبدالبر:93/22، المجموع شرح المهذّب للنووي:285/2، فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن حجر:260/1، عارضة الأحوذي لابن العربي:162/1، إكمال المعلم للقاضي عياض:94/10، عمدة القاري للعيني الحنفي:206/3)

البتہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری ہے، کیونکہ منہ اور ناک چہرے میں داخل ہیں۔

حائضہ کے لیے سر کے بال کھولنا ضروری نہیں

حائضہ غسل ماہواری میں بال کھولے بغیر سر میں تین لپیں پانی ڈال لے، تو کافی ہے، جیسا کہ

① سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ، فَتَطْهُرِينَ» .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں سختی سے اپنے سر کی مینڈیاں بناتی ہوں، غسل جنابت کے لیے انھیں کھولوں؟ فرمایا: نہیں، سر پر تین لپیں پانی ڈال لیجیے اور سارے جسم پر پانی بہا لیجیے، یہی کافی ہو گا۔'' (صحيح مسلم:58/330)

صحیح مسلم ہی کی روایت (330) میں ہے:

لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ؟

''(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:) حیض اور جنابت کے غسل کے لیے بال کھولوں؟''

مسند دارمی (1196) میں ''حسن'' سند کے ساتھ یہ الفاظ مروی ہیں:

«ثُمَّ اغْمِزِي عَلٰى أَثَرِ كُلِّ حَفْنَةٍ غَمْزَةً».

''ہر لپ ڈالنے کے بعد سر کو اچھی طرح ٹٹولیں۔''

سنن ابو داؤد (252، وسندہٗ حسن) کے الفاظ ہیں:

«وَاغْمِزِي قُرُونَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ».

''ہر لپ ڈالتے ہوئے اپنی مینڈھیاں ٹٹولیے۔''

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَائَهَا وَسِدْرَتَهَا، فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَطَهَّرُ بِهَا»، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَطَهَّرِينَ بِهَا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: [كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ] تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ.

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتے لیں، اس سے اچھی طرح پاکی حاصل کریں، اپنے سر پر پانی ڈال کر خوب ملیں، حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر سر پر پانی انڈیل دیں۔ پھر مشک میں ڈوبی ہوئی روئی سے صفائی کریں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: صفائی کیسے کریں؟ فرمایا: سبحان اللہ،

صفائی کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے بتایا کہ اسے خون کے نشانات پر لگائیں (اور نشانات صاف کریں)۔'' (صحيح مسلم: 332)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ؛ أَخَذَتْ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ هٰكَذَا [تَعْنِي بِكَفَّيْهَا جَمِيعًا] فَتَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا، وَأَخَذَتْ بِيَدٍ وَّاحِدَةٍ، فَصَبَّتْهَا عَلٰى هٰذَا الشِّقِّ، وَالْأُخْرٰى عَلَى الشِّقِّ الْآخَرِ.

''ہم جنبی ہوتیں، تو سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بہاتیں، ایک چلو لے کر ایک جانب اور دوسرا چلو لے کر دوسری جانب بہاتیں۔''

(صحيح البخاري: 277، سنن أبي داود: 253، واللفظ له)

④ عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَّأْمُرُ النِّسَاءَ، إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَّنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِّابْنِ عَمْرٍو هٰذَا، يَأْمُرُ النِّسَاءَ، إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَّنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَّحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ؟ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ، وَلَا أَزِيدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، تو فرمانے لگیں تعجب ہے، وہ عورتوں کو بوقت غسل سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ میں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ میں اپنے

سر پر تین لپیں پانی ڈالتی اور کچھ نہیں کرتی تھی۔'' (صحیح مسلم:331)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِلَّاتٌ وَّمُحْرِمَاتٌ .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرم اور حل میں غسل کر لیتی تھیں اور ہمارے سر پر خوشبو کا لیپ ہوتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد:137/6، سنن أبي داوٗد:254، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(مختصر سنن أبي داوٗد:169/11)

⑥ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نِسَاءَ ابْنِ عُمَرَ، وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِ، كُنَّ يَغْتَسِلْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَالْحَيْضِ، وَلَا يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، وَلٰكِنْ يُّبَالِغْنَ فِي بَلِّهَا .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور ان کی امِ ولد (لونڈیاں جن کے بطن سے اولاد پیدا ہو چکی ہو) جنابت اور ماہواری کے غسل میں سر کے بال نہیں کھولتی تھیں، بلکہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر کر لیتی تھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:74/1، وسندہٗ صحیحٌ)

⑦ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَغْتَسِلُ، تَنْقُضُ شَعْرَهَا؟ فَقَالَتْ: بَخٍ، وَإِنْ أَنْفَقَتْ فِيهِ أُوقِيَّةً، إِنَّمَا يَكْفِيهَا أَنْ تُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا.

''انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت غسل کرتے وقت سر کے بال کھولے گی؟ فرمایا: واہ، اگر اس نے سر کے بال سنوارنے میں چالیس دینار خرچ کیے ہوں (تو کیا وہ بال کھولے گی)؟ سر پر تین لپیں پانی ڈال لے، اتنا ہی کافی ہے۔'' (سنن الدارمي: 1189، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ عطا بن ابی رباح اور زہری رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُرْخِي شَعْرَهَا، وَلٰكِنْ تَصُبُّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ تفرُكُهٗ.

''بال نہ کھولیں، بلکہ تین دفعہ پانی ڈال کر مل لیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:74/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُرْخِي الذَّوَائِبَ، وَتَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَاءَ، حَتّٰى تَبُلَّ أُصُولَ الشَّعْرِ، وَلَا تَنْقُضُ لَهَا رَأْسًا.

''مینڈھیاں لٹکا کر سر پر پانی ڈالیں اور بالوں کی جڑی تر کرلیں، سر کے بال نہ کھولیں۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:74/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑩ شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْمَرْأَةِ إِذَا اغْتَسَلَتْ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَتْ تَرٰى أَنَّ الْمَاءَ أَصَابَهٗ أَجْزَأَ عَنْهَا، وَإِنْ كَانَتْ تَرٰى أَنَّ الْمَاءَ لَمْ يُصِبْهُ، فَلْتَنْقُضْهُ.

''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے عورت کے غسل کے بارے میں سوال

کیا، تو فرمایا: سر کی جلد تر ہو جائے، تو کافی ہے، ورنہ بال کھول لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:74/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے کہ میں نے امام عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ سے سوال کیا: ایک عورت جنبی ہوگئی، اس کے بال بندھے ہوئے ہیں، کیا غسل کے لیے انھیں کھولنا ضروری ہے؟ فرمایا:

لَا، وَلٰكِنْ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَاءَ صَبًّا، حَتّٰى تُرَوِّيَ أُصُولَ الشَّعْرِ.

''نہیں، بلکہ سر پر اچھی طرح پانی ڈال کر بالوں کی جڑیں تر کر لے۔''

(سنن الدارمي: 1200، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا بَلَّتْ أُصُولَهٗ وَأَطْرَافَهٗ، لَمْ تَنْقُضْهُ.

''بالوں کی جڑیں اور کنارے تر کر لیں، تو انھیں کھولنے کی ضرورت نہیں۔''

(سنن الدارمي: 1193، وسندهٗ صحيحٌ)

احادیث رسول ﷺ اور آثارِ اسلاف سے معلوم ہوا کہ غسل ماہواری کے لیے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔

البتہ عورت اگر غسل میں سر کے بال کھول لے، تو مستحب ہے، جیسا کہ

✵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرے کا احرام باندھا، میں حائضہ ہوگئی، عرض کیا: اللہ کے رسول! عرفہ کا دن آ گیا ہے، لیکن میں ابھی تک پاک نہیں ہوئی، میرا عمرہ بھی ابھی باقی ہے، فرمایا:

«انْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ».

''بال کھولیں، کنگھی کریں اور حج کا احرام باندھ لیں۔''

(صحيح البخاري: 316، صحيح مسلم: 1211، واللفظ لهٗ)

✵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ماہواری سے فارغ ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«انْقُضِي شَعْرَكِ، وَاغْتَسِلِي».

''بال کھولیں اور غسل کریں۔'' (سنن ابن ماجه:641، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ: سنن ابو داوٗد (241)، سنن کبریٰ نسائی (442)، سنن ابن ماجہ (574) اور سنن کبریٰ بیہقی (180/1) میں ایک روایت کے الفاظ ہیں:

''ماہواری سے پاک ہو کر غسل کرے، تو سر پر پانچ لپّیں پانی ڈالے۔''

سند ''ضعیف'' ہے۔ جمیع بن عمیر جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

خلاصۃ التحقیق

غسلِ ماہواری کے وقت سر کے بال کھولنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَبِالْقَوْلِ الْأَوَّلِ أَقُولُ لِلْحَدِيثِ الثَّابِتِ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَعَلَيْهِ الْأَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ الْفُتْيَا مِنْ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ.

''میں پہلا مذہب (غسل ماہواری ہو یا غسل جنابت، بال کھولنا ضروری نہیں)

ہی اختیار کرتا ہوں، اس پر نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث دال ہے، نیز سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما اور جمہور اہل علم کا یہی فتویٰ ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 134/3)

غسل میں بلاوجہ تاخیر جائز نہیں

ماہواری، نفاس اور جنابت کے غسل میں بلاوجہ تاخیر جائز نہیں۔ یہ انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے اور شریعت اسلامیہ کے مزاج کے خلاف ہے۔ یہ ایمان کی کمی کا باعث ہے، لہٰذا جس قدر ممکن ہو سکے، جلدی سے غسل کر لینا چاہیے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ.

''جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(سنن أبي داود: 227، سنن النسائي: 262، سنن ابن ماجه: 3650، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (1205) اور امام حاکم (171/1) رحمہما اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ حدیث اس جنبی کے بارے میں ہے، جو غسل میں بلاوجہ تاخیر کرتا ہے۔ یہی حکم ماہواری اور نفاس سے فارغ ہونے والی کا ہے۔

تنبیہات

- غسل اچھی طرح کریں۔ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔
- غسل کے بعد خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

* ایامِ ماہواری میں نیل پالش لگائی ہو، تو اتار کر غسل کریں۔
* دورانِ غسل چھینٹے اڑ کر پانی والے برتن میں گر جائیں، تو حرج نہیں۔
* حائضہ اپنے فوت شدہ خاوند، عورت کی میت یا فوت شدہ بچے کو غسل دے سکتی ہے۔
* بیوی اہل کتاب سے ہو، تو ماہواری، نفاس اور جنابت کے بعد شوہر اسے غسل کا حکم دے۔
* فطری ایام کی مدت چھے یا سات دن ہے، لیکن چوتھے یا پانچویں دن خون رک گیا، دوبارہ خون جاری ہو، تو یہ ماہواری ہی کا خون متصور ہوگا۔

3 ماہواری کے بعد تیمّم

ماہواری کے بعد پانی میسر نہ ہو، تو تیمّم کرے گی، جیسا کہ

* اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ﴾

(النساء 4:43، المائدة 5:6)

”پانی میسر نہ ہو، تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیں، چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لیں۔“

معلوم ہوا کہ پانی نہ ملے، تو پاک مٹی سے تیمّم کرنا ضروری ہے، اسلاف امت یہی کہتے ہیں:

① مطر وراق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ الْحَسَنَ وَعَطَاءً عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فِي سَفَرٍ، فَتَحِيضُ، ثُمَّ تَطْهُرُ، وَلَا تَجِدُ الْمَاءَ، قَالَا: تَتَيَمَّمُ وَتُصَلِّي، قَالَ:

قُلْتُ لَهُمَا: يَطَؤُهَا زَوْجُهَا ؟ قَالَا: نَعَمْ، الصَّلَاةُ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ .

''میں نے حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ سے پوچھا کہ عورت شوہر کے ہمراہ سفر میں ہو، اسے ماہواری آ جائے، پھر وہ پاک ہو جائے، لیکن اسے پانی نہ ملے (تو کیا کرے؟) فرمانے لگے: تیمّم کر کے نماز پڑھے۔ عرض کیا: اس کا خاوند اس سے تعلق قائم کرسکتا ہے؟ فرمایا: نماز اس سے بڑا عمل ہے۔''

(سنن الدارمي: 1213، وسندهٗ حسنٌ)

② حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يَّغْشَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ، وَلَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ مَاءٌ، إِذَا طَهُرَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا فِي سَفَرٍ إِذَا تَيَمَّمَتْ .

''اگر سفر میں ماہواری سے پاک ہو جائے اور پانی نہ ملنے پر تیمّم کر لے، تو خاوند اس سے تعلق قائم کرسکتا ہے، کوئی حرج نہیں۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي: 310/1، وسندهٗ حسنٌ)

③ امام مالک رحمہ اللہ سے سوال ہوا، تو فرمایا:

لِتَتَيَمَّمْ، فَإِنَّ مِثْلَهَا مِثْلُ الْجُنُبِ، إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً تَيَمَّمَ .

''اس صورت میں عورت تیمّم کرے، کیونکہ اس کا حکم جنبی کا سا ہے، جب اسے پانی نہیں ملتا، تو وہ تیمّم ہی کرتا ہے۔'' (المؤطّأ: 59/1)

نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

بیماری میں تیمّم

بیماری کی وجہ سے غسل ممکن نہ ہو، تو تیمّم کیا جاسکتا ہے:

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾ (المائدۃ 5: 6)

”اہل ایمان! نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے چہرہ دھو لیں اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھو لیں، سر کا مسح کریں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لیں، جنبی ہوں، تو غسل کر لیں، مریض ہوں، یا مسافر ہوں، قضائے حاجت سے فارغ ہوں یا بیوی سے مباشرت کی ہو اور پانی میسر نہ ہو، تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیں، چنانچہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کر لیں، اللہ آپ کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا، بل کہ یہ چاہتا ہے کہ آپ پاک ہو جائیں، وہ آپ پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہتا ہے، تا کہ آپ شکر گزار بن جائیں۔“

ثابت ہوا کہ بیماری لگنے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، تو تیمّم کر سکتا ہے۔ اس حکم میں جنبی، حائضہ اور نفاس والی بھی شامل ہے۔

فائدہ: غسل اور وضو دونوں کے لیے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ نیت کریں ”بسم اللہ“ پڑھ کر پاک مٹی پر دونوں ہاتھ ماریں، پھر ہاتھوں کو جھاڑ کر یا پھونک کر چہرے اور ہتھیلیوں کی پشت پر ملیں، سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کی غرض سے بھیجا۔ میں جنبی ہو گیا، پانی نہ ملا، تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہونے لگا، جیسے کوئی جانور مٹی میں لوٹیں لگاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.

''دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، انھیں پھونک کر چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیتے، اتنا ہی کافی تھا۔'' (صحيح البخاري: 347، صحيح مسلم: 368، واللفظ لهٗ)

4 حائضہ کا پسینہ

حائضہ کا پسینہ پاک ہے، کیونکہ وہ نجس نہیں ہوتی، جیسا کہ

① نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ».

''مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔'' (صحيح مسلم: 372)

② نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ، وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

''جنابت کی حالت آپ کو پسینہ آتا، انھی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يَّعْرَقَ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ فِي الثَّوْبِ، يُصَلّٰى فِيهِ.

”جنبی یا حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آیا ہو، تو ان میں نماز پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔“ (سنن الدارمي: 1067، وسندهٗ حسنٌ)

④ علاء بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْحَائِضِ تَعْرَقُ فِي ثِيَابِهَا، أَتَغْسِلُ ثِيَابَهَا؟ قَالَ: إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الْمَجُوسُ.

”میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آجائے، تو انھیں دھوئے؟ فرمایا: ایسا تو مجوسی کرتے ہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

5 حائضہ کے مستعمل پانی سے وضو اور غسل

حیض ونفاس والی کے استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ». ”مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔“ (صحيح مسلم: 372)

حیض ونفاس والی پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دے، تو پانی پاک ہی رہتا ہے۔ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ دین دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح حائضہ کا کچن میں کام کرنا، آٹا گوندھنا، بچے کو دودھ پلانا، قرآن مجید کے علاوہ کسی بھی چیز کو چھونا جائز اور درست ہے۔

ماہواری اور ازدواجی تعلقات

1 ایامِ مخصوصہ میں نکاح

حیض میں نکاح جائز ہے، چونکہ حیض کے ایام میں جماع جائز نہیں، اس لیے ولی کو چاہیے کہ شادی کا دن طے کرنے سے پہلے بچی کی ماں سے اس کے فطری ایام کے بارے میں معلومات حاصل کر لے اور اسی حساب سے شادی کا دن متعین کرے، تاکہ بچی اذیت کے ایام میں خواہ مخواہ پریشانی سے دوچار نہ ہو۔ اکثر اوقات شادی دوسرے شہر میں ہوتی ہے، تو ان دنوں میں سفر بھی دشوار ہوتا ہے۔ ویسے بھی ان دنوں میں عموماً طبیعت میں چڑچڑاپن آجاتا ہے، وجود سست اور کاہل سا ہو جاتا ہے، طبیعت میں قلق اور تنگی محسوس ہوتی ہے، کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا، لہٰذا ایامِ مخصوصہ میں شادی سے مجتنب رہا جائے، الا یہ کہ کوئی اضطراری حالت ہو۔ البتہ اس سلسلے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

2 ماہواری میں جماع

حیض کے دنوں میں جماع حرام اور ناجائز ہے، جیسا کہ

① اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرة 2:222)

”لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجیے! حیض ناپاکی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔“

② سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

یہود عورت کے فطری ایام میں اس کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ».

”جماع کے علاوہ سبھی تعلقات قائم رکھیں۔“ (صحیح مسلم:302)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ عُمَرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَكْتُ، قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟»، قَالَ: حَوَّلْتُ رَحْلِي اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، قَالَ: فَأُوحِيَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿نِسَاۗؤُكُمْ

﴿حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ (البقرة: 2:223)، أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ، وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: وہ کیسے؟ عرض کیا: میں نے آج رات کجاوہ الٹ دیا (اپنی بیوی کی اگلی شرمگاہ میں پچھلی جانب سے جماع کیا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ (البقرة 2:223) ''بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، جیسے چاہو کھیتی میں آؤ۔'' آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے، البتہ پچھلی شرمگاہ اور ماہواری کے ایام سے بچیں۔''

(مسند أحمد:297/1، سنن الترمذي:2980، مسند أبي يعلٰى:2736، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (4202)، حافظ ضیاء مقدسی (المختارة كما في الدر المنثور للسيوطى:629/1) اور حافظ ابن حجر (فتح الباري: 191/9) رحمہم اللہ نے ''صحیح''، جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

④ ماہواری میں جماع کے حرام ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے:

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَطْئُ الْحَائِضِ لَا يَجُوزُ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ، كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ ماہواری عورت کے ساتھ جماع حرام

قرار دیا ہے۔اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔“

(مجموع الفتاوی:624/21)

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَأَمَّا لَوْ جَامَعَ وَهِيَ حَائِضٌ ، فَإِنَّهٗ يَأْثَمُ إِجْمَاعًا.

”جس نے حالت حیض میں جماع کیا، وہ بالا جماع گناہگار ہے۔“

(سبل السلام شرح بلوغ المرام:188/1)

ایام مخصوصہ میں جماع طبی نقطہ نظر سے

دورانِ ماہواری جماع مرد وعورت دونوں کے لیے بدترین قسم کے (Infection) کا باعث بنتا ہے۔ اس کے علاج میں (Hig h Potency Antibiotics) کا استعمال کرایا جاتا ہے، جن کے بہت سے (Side Effects) ہیں۔ان میں معدے کا السر، آنتوں کی بیماریاں اور یرقان جیسے موذی امراض شامل ہیں۔

شیخ الاسلام ثانی، عالمِ ربانی، علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَطْئُ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ يُوَلِّدُ الْجُذَامَ.

”حیض میں جماع سے کوڑھ لگنے کا خدشہ ہوتا ہے۔“

(زاد المعاد في هدي خير العباد:407/4)

ماہواری میں جماع پر کفارہ

حیض میں جماع کر لے، تو اس پر ایک دینار (4 ماشہ 4 رتی / 4.374 گرام سونا) یا نصف دینار (2 ماشہ 2 رتی 2.187 گرام سونا) کفارہ ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
فطری ایام میں بیوی سے جماع کرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ، أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».
''ایک یا آدھا دینار صدقہ کرے۔''

(مسند الإمام أحمد:229/1، 230، سنن أبي داوٗد:264، سنن النسائي:
290، سنن الترمذي:136، سنن ابن ماجه:640، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل (مسائل أبي داوٗد لأحمد، ص: 177)، امام ابو داوٗد (268، تهذيب السنن لابن القيّم:173/1)، امام ابن جارود (108)، امام حاکم (171/1، 172)، حافظ ابن قطان (بيان الوهم والإيهام:227/5)، حافظ ذہبی (تلخيص المستدرك: 172/1)، حافظ ابن دقیق العید (التلخيص الحبير لابن حجر: 166/1)، حافظ ابن القیم (تهذيب السنن:173/1)، علامہ ابن ترکمانی حنفی (الجوهر النقيّ:314/1) اور حافظ ابن حجر (التلخيص الحبير:166/1) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

یہ حدیث مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی۔ موقوف مرفوع کو تقویت دیتی ہے۔

اسلاف امت بھی ماہواری میں جماع کرنے والے پر کفارے کے قائل ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

②، ③ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے۔

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 137)

④ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ. ''ایک دینار صدقہ کرے۔'' (سنن الدارمي: 1154، وسندهٗ صحيحٌ)

امام موصوف سے ایک روایت نصف دینار کے بارے میں بھی آتی ہے۔

(سنن الدارمي: 1157، وسندهٗ حسنٌ)

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں، توبہ و استغفار لازم ہے۔ ان کی یہ بات صحیح حدیث اور فہم سلف کے خلاف ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔

فائدہ: حالت حیض میں جماع جائز نہیں، لیکن طلاق کی عدت ختم ہو جانے پر خاتون نے دوسرا نکاح کیا، شوہر نے ایام مخصوصہ میں اس سے مجامعت کر لی اور طلاق دے دی، تو پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

ماہواری میں لاعلمی کی بنا پر جماع

بیوی کو ماہواری کی ابتدا کا علم نہیں ہو سکا، اسی دوران خاوند نے اس سے مجامعت کر لی، بعد میں معلوم ہو کہ ماہواری شروع ہو چکی ہے، تو ایسی صورت میں کفارہ نہیں ہے۔ بھول چوک معاف ہے، استغفار کرے اور آئندہ احتیاط برتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

”اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطا اور بھول چوک معاف کر دی ہے، وہ عمل بھی معاف کر دیا ہے، جس پر مجبور کر دیا جائے۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 95/3، الإقناع لابن المنذر: 196، المعجم الكبير للطبراني: 765، سنن الدارقطني: 170/4، 171، السنن الكبرٰى للبيهقي: 356/7، 60/10، 61، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (7219) نے ”صحیح“ کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ

(198/2) نے بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔(تفسیر القرطبي: 10/182)

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَوَّدَ إِسْنَادَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، وَهُوَ مِنَ الثِّقَاتِ.

''اس کی سند کو بشر بن بکر نے عمدہ بنا دیا ہے اور بشر ثقہ ہیں۔''

حافظ نووی رحمہ اللہ (روضة الطالبين: 8/193) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (موافقة الخبر الخبر: 1/510) نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَنِ النِّسْيَانِ، وَالْخَطَإِ، وَمَا أُكْرِهُوا عَلَيْهِ.

''اللہ تعالیٰ نے اس امت کی بھول چوک، خطا اور مجبوری معاف کر دی ہے۔''

(سنن سعيد بن منصور: 1144، وسندهٗ صحيحٌ)

خلاصۃ التحقیق

ماہواری میں جماع حرام اور ناجائز ہے۔ یہ قبیح عمل نہ صرف آخرت کی بربادی کا باعث ہے، بلکہ طبی اعتبار سے بھی سخت مضر ہے۔

کسی سے اس رذیل حرکت کا ارتکاب ہو جائے، تو ایک دینار یا آدھا دینار کفارہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔

تنبیہ: بعض ناعاقبت اندیش ایامِ مخصوصہ میں غیر فطری مباشرت کرتے ہیں۔ حالانکہ (Anual Sex) عورت کو پشت سے استعمال کرنا گناہ کی بھیانک ترین اور بدبخت صورت ہے۔ اس سے انسان کے قوائے فکری وعملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ذلت وخسران اور تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت ونامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثار سیئہ اور اخلاقِ قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عمل قوم لوط اور عورت سے لواطت ہے۔ فواحش و رذائل کی لسٹ میں اور طبع سلیم کی کراہت ونکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بد اثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اس کا جواز پیش کرنا محض دعویٰ بلا دلیل پر اصرار ہے، یہ اسلام کی بے لوث اور پاکیزہ تعلیمات پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب وتمدن کی تمام نزاکتوں کو تار تار کر دینے کے مترادف ہے۔ یہ دینی وانسانی مصلحت سے عاری ایسا جرم عظیم ہے، جو ایک مسلمان سے ثقاہت وتقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کو نفرت وعداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ ازدواج کا تقدس پامال کرتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگا دیتا ہے اور روحانیت سلب کر لیتا ہے۔

جب کوئی عورت سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل وفکر کے نزدیک مسلمات کو للکار رہا ہوتا ہے۔ قرآن عزیز اور حدیث شریف کی پاکیزہ تعلیمات سے آشنا مسلمان سے اس برے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن بھی ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم میں یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انھیں

دنیا ہی میں مرقع عبرت اور داستان موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پر مبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو اخلاق باختہ اور فسق وفجور میں غرقاب، شہوات ولذات میں منہمک، عصیان ومعاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بل کہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور انسانیت کے لیے باعث ننگ وعار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر! مالكم كيف تحكمون

شریعت اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پر مبنی ہے، لہٰذا وہ انسان کو بہیمی خواہشوں، نفس پرستیوں، اعمال شیطانیہ اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور برائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہمیں ہماری خواہشوں اور تمناؤں کو حد اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ حتیٰ کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت سے استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصد شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ منبر ومحراب پر سکتہ طاری ہے، روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کے مرتکب ہو کر اپنا دل اور منہ کالا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں، تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ پیدا کرنا ہوگا۔ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ یہ لعین عادت فاعل ومفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول

کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

3 ماہواری کے بعد غسل سے پہلے جماع

عورت ماہواری سے پاک ہونے کے بعد جب تک غسل نہ کر لے، خاوند کا اس سے جماع کرنا جائز نہیں۔

اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ 2:222)

"لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجیے! حیض ناپاکی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔"

مشہور مفسر، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا انْقَطَعَ حَيْضُهَا لَا تَحِلُّ حَتّٰى تَغْتَسِلَ بِالْمَاءِ، أَوْ تَتَيَمَّمَ إِنْ تَعَذَّرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا بِشَرْطِهٖ، إِلَّا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ......

"اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت حیض رکنے کے بعد اس وقت تک مرد کے لیے

حلال نہیں ہوتی، جب تک غسل نہ کر لے یا تیمّم نہ کر لے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غسل ضروری نہیں سمجھتے۔'' (تفسیر القرآن العظیم:350/1)

اس آیت میں ﴿حَتّٰی یَطْھُرْنَ﴾ سے مراد خونِ ماہواری کا رکنا اور ﴿فَاِذَا تَطَھَّرْنَ﴾ سے مراد غسل کرنا ہے۔ اسلاف امت کا یہی فیصلہ ہے، جیسا کہ

① امام عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا انْقَطَعَ عَنْهَا الدَّمُ فَلَا يَأْتِيهَا، حَتّٰى تَطْهُرَ، فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيَأْتِهَا كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ.

''عورت کا خونِ ماہواری رک جائے، تو جب تک غسل نہ کر لے، اس وقت تک شوہر اس سے جماع نہ کرے، غسل کے بعد حکم الٰہی کے مطابق صحبت کر سکتا ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:96/1، 97، وسندہٗ حسنٌ)

② امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَقْرَبْهَا زَوْجُهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ.

''جب تک غسل نہیں کر لیتی، خاوند اس سے صحبت نہ کرے۔''

(سنن الدارمي: 1117، مصنّف ابن أبي شيبة:96/1، وسندہٗ صحيحٌ)

③ مشہور فقیہ، امام مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَغْشَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضَةِ، حَتّٰى تَغْتَسِلَ.

''جب تک غسل نہیں کر لیتی، خاوند اس سے صحبت نہ کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:96/1، وسندہٗ صحيحٌ)

④ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، تو انھوں نے فرمایا:

لَا، حَتّٰى تَغْتَسِلَ.

''نہیں، غسل سے پہلے صحبت جائز نہیں۔'' (سنن الدارمي: 1127، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ **امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**

وَلَا نَعْلَمُ فِي هٰذا التَّأْوِيلِ اخْتِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَانْقِطَاعُ الدَّمِ لَيْسَ بِطُهْرٍ فِي نَفْسِهٖ، لِأَنَّهَا وَإِنْ خَرَجَتْ بِهٖ مِنَ الْحَيْضِ، فَإِنَّهَا غَيْرُ مُبَاحٍ لِّزَوْجِهَا جِمَاعُهَا، وَغَيْرُ مُبَاحٍ لَّهَا الصَّلَاةُ وَالطَّوَافُ بِالْبَيْتِ، حَتّٰى تَغْتَسِلَ بِالْمَاءِ، أَوْ تَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ.

''ہمارے علم کے مطابق اس تفسیر (تَطَهَّرْنَ سے مراد غسل) میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ خون کا رکنا بذات خود پاکی نہیں، کیونکہ خون رکنے سے عورت حیض سے تو نکل جاتی ہے، لیکن خاوند کے لیے اس سے صحبت جائز نہیں ہوتی، اسی طرح نماز اور بیت اللہ کا طواف بھی جائز نہیں ہوتا، جب تک غسل نہ کر لے یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم نہ کر لے۔'' (أحكام القرآن: 127/1)

⑥ **امام ابن منذر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:**

وَالَّذِي بِهٖ أَقُولُ مَا عَلَيْهِ جُمَلُ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنْ لَّا يَطَأَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ، إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ، حَتّٰى تَطْهُرَ بِالْمَاءِ.

''میرا وہی مذہب ہے، جو تمام اہل علم کا ہے کہ مرد اپنی بیوی سے اس کے حیض سے پاک ہونے کے بعد اس وقت تک صحبت نہیں کر سکتا، جب تک وہ غسل کر کے طہارت حاصل نہ کر لے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 215/1)

⑦ امام احمد بن محمد، ابوبکر، مروذی رحمہ اللہ (م: 275ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا.

''میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں جانتا۔'' (المغني لابن قدامة:1/246)

کسی صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری سے پاک ہونے کے بعد غسل سے پہلے صحبت نہیں کی جاسکتی، یہ حرام ہے۔

4 ماہواری میں مباشرت کا حکم

گزشتہ صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ ماہواری میں جماع حرام ہے۔ جماع کے علاوہ مباشرت وملامست، یعنی شرمگاہ کے علاوہ باقی جسم سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

قرینہ پایا جائے، تو لفظ مباشرت کا اطلاق جماع پر بھی ہوتا ہے، لیکن فطری ایام میں مباشرت جائز ہونے سے مراد جماع نہیں، جیسا کہ

① ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ، كِلَانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي، فَأَتَّزِرُ، فَيُبَاشِرُنِي، وَأَنَا حَائِضٌ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهٗ إِلَيَّ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهٗ، وَأَنَا حَائِضٌ.

''میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے،

آپ ﷺ مجھے حالت حیض میں حکم دیتے، تو میں ازار باندھ لیتی، پھر آپ ﷺ مجھ سے مباشرت فرماتے اور آپ ﷺ بحالت اعتکاف (مسجد سے) میری طرف اپنا سر مبارک نکالتے، تو میں بحالت حیض آپ ﷺ کا سر دھو دیتی۔‘‘

(صحيح البخاري: 299، صحيح مسلم: 297)

② ام المومنین، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، قَالَ: «أَنُفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

’’میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے ماہواری آ گئی۔ میں نکلی اور اپنے ماہواری والے کپڑے پہن لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کو ماہواری شروع ہوگئی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے بلا لیا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔‘‘

(صحيح البخاري: 298، صحيح مسلم: 296)

③ ام المومنین، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّبَاشِرَ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَائِهِ أَمَرَهَا، فَاتَّزَرَتْ، وَهِيَ حَائِضٌ.

’’جب نبی کریم ﷺ اپنی کسی بیوی سے بحالت ماہواری مباشرت کا ارادہ کرتے، تو اسے حکم فرماتے اور وہ ازار باندھ لیتی۔‘‘

(صحيح البخاري: 303، صحيح مسلم: 294)

④ **سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

«اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ».

''جماع کے علاوہ سبھی تعلقات قائم کر سکتے ہو۔'' (صحیح مسلم:302)

⑤ **سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَحِلُّ لِي مِنَ امْرَأَتِي، وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: «لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ».

''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ماہواری میں بیوی سے کس قسم کا تعلق جائز ہے؟ فرمایا: ازار کی صورت میں کوئی سا بھی تعلق جائز ہے۔''

(سنن أبي داود: 212، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی (خلاصۃ الاحکام: 228/1) **اور حافظ ابن ملقن** (تحفة المحتاج: 233/1) **رحمہما اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔**

⑥ **ام المومنین، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:**

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِّسَائِهٖ، وَهِيَ حَائِضٌ، إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ إِلٰى أَنْصَافِ الْفَخِذَيْنِ، أَوِ الرُّكْبَتَيْنِ، تَحْتَجِزُ بِهٖ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی زوجہ کے ساتھ ماہواری میں اس وقت مباشرت کرتے، جب اس نے نصف ران یا گھٹنوں تک لنگوٹ باندھا ہوتا۔''

(سنن أبي داود: 267، سنن النسائي: 288، وسندهٗ حسنٌ)

زہری رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، سنن کبریٰ بیہقی (313/1) میں سماع کی تصریح کی ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1365) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

⑦ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ، وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ؛ غَسَلَ مَكَانَهُ، وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلّٰى فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ؛ تَعْنِي ثَوْبَهُ، مِنْهُ شَيْءٌ؛ غَسَلَ مَكَانَهُ، وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلّٰى فِيهِ.

''میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کپڑے میں رات بسر کرتے، حالانکہ میں ماہواری میں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو خون لگ جاتا، تو متاثرہ جگہ دھو لیتے، اس سے زیادہ نہ دھوتے، پھراسی طرح نماز ادا کرتے اور اگر کپڑے کو خون لگ جاتا، تو صرف متاثرہ حصہ دھو لیتے، اس سے زیادہ نہ دھوتے، پھراسی میں نماز ادا کرتے۔'' (سنن أبي داوٗد:269، سنن النسائي:285، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ عکرمہ رحمہ اللہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجۂ محترمہ سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا، أَلْقٰى عَلٰى فَرْجِهَا ثَوْبًا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی کسی حائضہ بیوی سے (فائدے کا) ارادہ فرماتے، تو ان کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال لیتے تھے۔'' (سنن أبي داوٗد:272، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباري:1/404) نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

منکرین حدیث ان احادیث میں لفظ مباشرت سے جماع مراد لے کر یہ باور

کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان میں رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر طعن ہے، حالانکہ ان سب احادیث میں ایسی مباشرت کا ذکر ہے، جس میں مقام جماع کپڑے سے ڈھکا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں جماع ممکن ہی نہیں رہتا۔ پھر کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہاں مباشرت سے مراد جماع ہے؟

❁ شارحِ صحیح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ أَنَّ مُبَاشَرَةَ الْحَائِضِ أَقْسَامٌ؛ أَحَدُهَا أَنْ يُّبَاشِرَهَا بِالْجِمَاعِ فِي الْفَرْجِ، فَهٰذَا حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ، بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ، وَالسُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ.

''جان لیجیے کہ حائضہ سے مباشرت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک جماع ہے۔ اس کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور قرآنِ عزیز اور سنت صحیحہ کی نصوص بھی اس کے حرام ہونے پر شاہد ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم:204/3، المجموع شرح المهذّب:359/2)

⑨ ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مَسْرُوقًا، رَكِبَ إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَبُو عَائِشَةَ مَرْحَبًا، فَأْذَنُوا لَهٗ، فَدَخَلَ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ، وَأَنَا أَسْتَحْيِي، فَقَالَتْ: إِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ، وَأَنْتَ ابْنِي، فَقَالَ: مَا لِلرَّجُلِ مِنَ امْرَأَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَتْ لَهٗ: كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا فَرْجَهَا.

''مسروق رحمہ اللہ سفر کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کیا: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل بیت پر سلام۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو عائشہ (مسروق رحمہ اللہ کی کنیت) خوش آمدید۔ (پھر فرمایا:) انھیں اندر آنے کی اجازت دو۔ مسروق رحمہ اللہ داخل ہوئے، تو عرض کیا: میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن شرما رہا ہوں۔ فرمایا: میں آپ کی ماں ہوں اور آپ میرے بیٹے ہیں۔ عرض کیا: حائضہ سے کس قسم کے تعلقات جائز ہیں؟ فرمایا: سب کچھ سوائے شرمگاہ کے۔'' (تفسير الطبري:4/378، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِها، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا، قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهٗ، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهٗ؟

''ہم ماہواری کے جوش والے دنوں میں ہوتیں، تو رسول اللہ ﷺ لنگوٹ باندھنے کا حکم فرماتے، پھر مباشرت کرتے۔ آپ میں کون ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی طرح اپنے جذبات پر قابو پا سکے؟''

(صحيح البخاري:302، صحيح مسلم:2/293)

⑪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَتَّزِرُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَأَدْخَلُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لِحَافِهٖ .

''میں ماہواری میں لنگوٹ باندھ کر رسولِ اکرم ﷺ کے بستر میں داخل ہو جاتی

تھی۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي:314/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسلاف امت اور علمائے کرام کے فتاویٰ

① میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ خاوند ماہواری میں بیوی کے کون سے حصے سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ فرمایا:

مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.

''ازار سے اوپر والے حصے سے۔'' (سنن الدارمي: 1078، وسندهٗ صحيحٌ)

② حکیم بن عقال رحمہ اللہ کا بیان ہے:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ: مَا يَحْرُمُ عَلَيَّ مِنَ امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَتْ: فَرْجُهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا يَحْرُمُ عَلَيَّ مِنَ امْرَأَتِي إِذَا حَاضَتْ؟ قَالَتْ: فَرْجُهَا.

''میں نے ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ روزے کی حالت میں میری بیوی کا کون سا حصہ میرے لیے حرام ہے؟ فرمایا: شرمگاہ۔ پوچھا: میری بیوی حائضہ ہو، تب؟ فرمایا: شرمگاہ۔''

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 95/2، السنن الكبرٰى للبيهقي: 314/1، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ (فتح الباري: 149/4)

③ مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنَ امْرَأَتِهٖ إِذَا

كَانَتْ حَائِضًا ؟ قَالَتْ: كُلُّ شَيْءٍ غَيْرَ الْجِمَاعِ.

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ماہواری میں خاوند کے لیے کیا جائز ہے؟ فرمایا: جماع کے علاوہ ہر کام۔“ (سنن الدارمي: 1079، وسندهٗ صحيحٌ)

④ **نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلٰى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا: هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ، وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَتْ: لِتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلٰى أَسْفَلِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ.

”عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ نے کسی شخص کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کیا ماہواری میں مباشرت کی جاسکتی ہے؟ فرمایا: بیوی تہبند باندھ لے، پھر خاوند چاہے، تو اس سے مباشرت کر لے۔“

(المؤطّأ للإمام مالك: 58/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ **سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:**

اِتَّقِ مِنَ الْحَائِضِ مِثْلَ مَوْضِعِ النَّعْلِ.

”ماہواری میں شرمگاہ سے بچیں۔“ (السنن الكبرٰى للبيهقي: 314/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ **عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.

”(دورانِ ماہواری بیوی کے) ازار سے اوپر کا حصہ (خاوند کے لیے حلال ہے)۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 255/4، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ **عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ**

سے پوچھا: ماہواری میں مباشرت کرسکتا ہوں؟ فرمایا:

«اِجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذٰلِكَ مِنْهَا ثَوْبًا، ثُمَّ بَاشِرْهَا».

''بیوی کی شرمگاہ پر کپڑا رکھ لیجیے، پھر مباشرت کیجیے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:4/255، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يَّلْعَبَ عَلٰى بَطْنِهَا، وَبَيْنَ فَخِذَيْهَا.

''ماہواری میں پیٹ اور رانوں سے فائدہ اٹھائے، تو کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:4/256، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.

''(دورانِ ماہواری اپنی بیوی کا) ازار سے اوپر والا حصہ آپ کے لیے حلال ہے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة:4/255، وسندهٗ صحيحٌ)

خلاصۃ التحقیق

خود پر کامل ضبط ہو، تو ماہواری میں مباشرت کرسکتا ہے۔ اس صورت میں عورت کے مقام جماع پر لنگوٹ ہونا ضروری ہو۔

5 حائضہ کے ساتھ کھانا پینا

اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ کا جسم پاک ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا

اور سونا جائز ہے۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ.

''میں حیض میں کوئی مشروب پیتی، پھر برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں سے منہ لگا کر نوش جاں فرماتے، جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا، میں دانتوں سے ہڈی کا گوشت نوچتی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ رکھتے، جہاں میں نے رکھا ہوتا (پھر اس سے گوشت اتارتے)۔'' (صحیح مسلم:300)

ثابت ہوا کہ حائضہ کا لعاب پاک ہے اور اس کے ساتھ مل کر کھانا پینا جائز ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ: «وَاكِلْهَا».

''میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: اس کے ساتھ کھا پی لیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد:4/342، سنن الترمذي: 133، سنن أبي داوٗد: 212، سنن ابن ماجه:651، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1202)

نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

③ (ا) ابو ذیال رحمہ اللہ حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِ شَرَابِ الْحَائِضِ؟ فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا.

''میں نے آپ سے پوچھا کہ حائضہ کے استعمال شدہ پانی سے وضو کر لیں تو؟ آپ رحمہ اللہ نے اس میں کوئی حرج خیال نہ کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/1، وسندهٗ صحيحٌ)

(ب) حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ شَرِبَتْ مِنْ مَاءٍ؛ أَيُتَوَضَّأُ بِهِ؟ فَضَحِكَ، وَقَالَ: نَعَمْ.

''ان سے پوچھا گیا کہ حائضہ کے پینے کے بعد جو پانی بچ جائے، اس سے وضو ہو سکتا ہے؟ آپ رحمہ اللہ ہنس دیے اور فرمایا: جی ہاں (جائز ہے)۔''

(سنن الدارمي: 1112، وسندهٗ حسنٌ)

④ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْحَائِضِ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ؛ أَيُتَوَضَّأُ بِهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، لَا بَأْسَ بِهِ.

''آپ سے سوال ہوا کہ حائضہ کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں، کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ».

''جماع کے علاوہ سبھی تعلقات قائم کریں۔'' (صحيح مسلم:302)

حائضہ اپنے خاوند کی خدمت بھی کرسکتی ہے؛

- **ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:**

كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا حَائِضٌ.

''میں حیض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کیا کرتی تھی۔''

(صحيح البخاري:295، صحيح مسلم:297)

- **ام المومنین، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:**

بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، قَالَ: «أَنُفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ میں چپکے سے کھسکی اور اپنے حیض والے کپڑے پکڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کو حیض آ گیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔'' (صحيح البخاري:296، صحيح مسلم:296)

- **حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

لَا بَأْسَ أَنْ تَغْسِلَ الْحَائِضُ رَأْسَ الرَّجُلِ وَتُرَجِّلَهُ.

''حائضہ اگر خاوند کا سر دھوئے اور کنگھی کرے، تو مضائقہ نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:202/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

رُبَّمَا وَضَّأَتْهُ جَارِيَةٌ مِّنْ جَوَارِيهِ، وَهِيَ حَائِضٌ، تَغْسِلُ قَدَمَيْهِ.

''بسا اوقات آپ کی لونڈی آپ کو وضو کرواتی۔ وہ حائضہ ہونے کے باوجود آپ کے پاؤں بھی دھوتی تھی۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:202/1، وسندهٗ حسنٌ)

نوٹ: بے وضو، جنبی، حائضہ اور نفاس والی اگر پانی میں ہاتھ ڈال لے، تو کوئی حرج نہیں۔ حیض میں دینی کتب کا مطالعہ یا انھیں چھونا جائز ہے۔

6 ایامِ مخصوصہ میں طلاق

ایامِ مخصوصہ میں طلاق مکروہ ہے، لیکن واقع ہوجاتی ہے، جیسا کہ

نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا، أَوْ حَامِلًا».

''انھوں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں رجوع کا حکم دیجیے، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔'' (صحيح البخاري:5252، صحيح مسلم:1471، واللفظ لهٗ)

«فَلْيُرَاجِعْهَا» کے الفاظ واضح طور پر وقوعِ طلاق کا پتا دے رہے ہیں، اگر طلاق واقع نہیں ہوئی تھی، تو رجوع کیسا؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ پر یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ.

''حائضہ کو دی گئی طلاق شمار ہو گی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

طَلَّقْتُ امْرَأَتِي، وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ؛ فَلْيُطَلِّقْهَا إِنْ شَاءَ»، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَتُحْتَسَبُ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، تو فرمایا: انھیں رجوع کا حکم دیں، پھر طلاق دینا چاہیں، تو طہر میں دیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ فرمایا: جی ہاں۔''

(سنن الدارقطني: 5/4، السنن الكبرٰى للبيهقي: 326/7، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔''

(مسند الطيالسي: 68، مسند عمر بن الخطّاب لابن النجّاد: 1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ.

''یہ ایک طلاق شمار ہوئی۔'' (صحيح البخاري: 5253)

نیز فرماتے ہیں:

فَرَاجَعْتُهَا، وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا.

''میں نے رجوع کرلیا اور اسے طلاق شمار کیا۔'' (صحيح مسلم:1471)

انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «لِيُرَاجِعْهَا»، قُلْتُ: تُحْتَسَبُ؟ قَالَ: «فَمَهْ؟».

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجوع کریں۔ میں (انس بن سیرین) نے عرض کیا: کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو اور کیا؟''

(صحيح البخاري:5252، صحيح مسلم:1471)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ: فَمَهْ؛ أَصْلُهُ فَمَا، وَهُوَ اسْتِفْهَامٌ، فِيهِ اكْتِفَاءٌ، أَيْ فَمَا يَكُونُ إِنْ لَمْ تُحْتَسَبْ؟ وَيُحْتَمَلُ أَنْ تَكُونَ الْهَاءُ أَصْلِيَّةً، وَهِيَ كَلِمَةٌ تُقَالُ لِلزَّجْرِ، أَيْ كُفَّ عَنْ هٰذَا الْكَلَامِ، فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ وُقُوعِ الطَّلَاقِ بِذٰلِكَ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ: فَمَهْ؛ مَعْنَاهُ فَأَيُّ شَيْءٍ يَكُونُ إِذَا لَمْ يُعْتَدَّ بِهَا، إِنْكَارًا لِقَوْلِ السَّائِلِ: أَيُعْتَدُّ بِهَا؟ فَكَأَنَّهُ قَالَ: وَهَلْ مِنْ ذٰلِكَ بُدٌّ؟.

’’«فَمَهْ» اصل میں فَمَا تھا۔ یہ استفہام ہے، جس میں اکتفا ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر طلاق کو شمار نہیں کیا جائے گا، تو اور کیا ہوگا؟ یہ بھی ممکن ہے کہ ہا اصلی ہو اور یہ کلمہ ڈانٹ کے لیے بولا جاتا ہو، یعنی یہ بات نہ کرو، کیونکہ اس صورت میں طلاق کا واقع ہونا لازمی امر ہے۔ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عمر کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ حیض میں دی گئی طلاق شمار نہیں کی جائے گی، تو اور کیا ہوگا؟ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ گویا انھوں نے فرمایا کہ اس طلاق کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں۔‘‘

(فتح الباري:352/9)

❁ یونس بن جبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے:

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ: تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا، قُلْتُ: فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟

’’میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کوئی حیض میں طلاق دے تو؟ کہا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہیں؟ انھوں نے حیض میں طلاق دی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ دوبارہ طلاق کا ارادہ ہو، تو طہر میں دیں، میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کی طلاق شمار کی

تھی؟ کہا: ان کی عاجزی اور ناسمجھی نے طلاق ساقط کر دی ہے؟

(صحيح البخاري:5258، صحيح مسلم:1431)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَأَيْتَ لَوْ عَجَزَ بِمَعْنٰى تَعَاجَزَ عَنْ فَرْضٍ آخَرَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، فَلَمْ يُقِمْهُ، أَوِ اسْتَحْمَقَ فَلَمْ يَأْتِ بِهٖ، أَكَانَ يُعْذَرُ فِيهِ؟

''اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی اور فرض میں سستی کرے، اسے درست طریقے سے ادا نہ کرے یا حماقت کرے اور اسے ادا ہی نہ کرے، تو کیا اس بارے میں اس کا عذر قبول ہوگا؟'' (التمهيد:5/66)

❁ شارحِ صحیح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ: أَفَيَرْتَفِعُ عَنْهُ الطَّلَاقُ وَإِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟ وَهُوَ اسْتِفْهَامُ إِنْكَارٍ، وَتَقْدِيرُهُ: نَعَمْ، تُحْسَبُ وَلَا يَمْتَنِعُ احْتِسَابُهَا لِعَجْزِهٖ وَحَمَاقَتِهٖ.

''ان الفاظ کا معنی یہ ہے کہ کیا ان کی سستی اور نافہمی کی بنا پر طلاق کا حکم ختم کر دیا جائے گا؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ اصل میں یوں ہے: ہاں، طلاق شمار کی جائے گی، ان کی سستی اور ناسمجھی کی بنا پر طلاق کا نفاذ روکا نہیں جا سکتا۔''

(شرح صحيح مسلم:10/66)

❁ یونس بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ: «لِيُرَاجِعْهَا،

فَإِذَا طَهُرَتْ، فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا»، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَفَتُحْتَسَبُ بِهَا؟ قَالَ: مَا يَمْنَعُهُ؟ نَعَمْ، أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ رجوع کریں، اگر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ ہو، تو طہر میں دے، میں نے عرض کیا: یہ طلاق شمار ہوگی؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس میں مانع کیا ہے؟ جی ہاں، شمار ہوگی۔ اگر وہ سستی اور حماقت کرتا ہے، تو کیا اس کا عذر قبول ہو گا؟'' (مسند الإمام أحمد: 79/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ، فَقَالَ: طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا»، قَالَ: فَرَاجَعْتُهَا، ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا، قُلْتُ: فَاعْتَدَدْتَّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: مَا لِيَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا، وَإِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ .

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی بیوی کے بارے میں پوچھا، جسے انھوں نے حیض میں طلاق دی تھی۔ کہا: میں نے حیض میں طلاق دی۔ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کی گئی، تو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں رجوع کا حکم دیں، دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ ہو، تو طہر میں دیں، میں نے رجوع کیا اور طہر میں طلاق دی۔ عرض کیا: کیا آپ نے حیض میں دی گئی طلاق شمار کی تھی؟ کہا: اگرچہ میری عاجزی اور کم فہمی تھی، لیکن اسے شمار کیوں نہ کرتا؟'' (صحيح مسلم: 11/1471)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ.

''ایک شخص نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فتویٰ طلب کیا: میں نے اپنی بیوی کو حیض میں تین طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا: آپ نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے اور اپنی بیوی کو فارغ کر دیا ہے۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي: 336/7، وسندهٗ حسنٌ)

❀ راویٔ حدیث، عبیداللہ بن عمر، عمری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَكَانَ تَطْلِيقُهُ إِيَّاهَا فِي الْحَيْضِ وَاحِدَةً، غَيْرَ أَنَّهُ خَالَفَ السُّنَّةَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حیض میں دی گئی طلاق ایک شمار ہوئی تھی، اگرچہ طلاق سنت کے مطابق نہ تھی۔''

(سنن الدارقطني: 6/4، مسند عمر بن الخطّاب، تحت الحديث: 3، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام عطا بن ابی رباح، امام زہری، امام ابنِ سیرین، امام جابر بن زید رحمہم اللہ (مصنّف ابن أبي شيبة: 5/5، وسندهٗ صحيحٌ) اور دیگر محدثین وائمہ دین حیض میں طلاق کو مؤثر سمجھتے تھے۔

اگرچہ حیض میں طلاق مسنون نہیں، لیکن خود رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ بھی کیا ہے، صاحب واقعہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسے شمار کیا اور راویٔ حدیث عبید اللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ بھی اسے ایک طلاق قرار دیتے ہیں، لہٰذا اس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

تنبیہ: سنن ابو داود (2185) میں یہ الفاظ ہیں:

فَرَدَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا.

''آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا اور اسے کچھ نہیں سمجھا۔''

اس سے بعض اہل علم کو شبہ ہوا کہ شاید آپ ﷺ نے اسے طلاق شمار نہیں کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے درجِ بالا فرمانِ گرامی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فہم اور راویٔ حدیث عبید اللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ کی فقہ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حیض میں طلاق شمار تو کی، لیکن مستحسن نہیں سمجھی۔ اصل عبارت یوں ہے:

وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا مُّسْتَقِيمًا.

''آپ ﷺ نے اسے اچھا کام نہیں سمجھا۔''

سنن نسائی (3427) میں صحیح سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى طَلَّقَهَا وَهِيَ طَاهِرٌ.

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض میں طلاق دی، تو نبی اکرم ﷺ نے رجوع کا حکم دیا، انھوں نے حالت طہر میں پھر طلاق دے دی۔''

مطلب یہ کہ پہلی طلاق واقع ہو جانے کے بعد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمانِ نبوی کے مطابق رجوع کیا، اس کے بعد حالت طہر میں دوسری طلاق دی۔ اس طرح تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ (242-319ھ) فرماتے ہیں:

وَكُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ لَا يُقْتَدٰى بِهِمْ.

''جن اہل علم کو ہم جانتے ہیں سبھی نے یہ کہا کہ حیض میں طلاق واقع ہو گی، البتہ بعض اہل بدعت نے اس کے خلاف کہا ہے، ان کی بات نا قابل التفات ہے۔'' (الإشراف: 187/5)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ فِي الْحَيْضِ بِدْعَةٌ غَيْرُ سُنَّةٍ، فَهُوَ لَازِمٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ، وَمُخَالِفٌ فِي ذٰلِكَ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ.

''اگرچہ سب اہل علم کے ہاں حیض میں دی گئی طلاق بدعت اور غیر مسنون ہے، لیکن سب کے نزدیک واقع ہو جائے گی۔ صرف اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے۔'' (التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد: 58/15)

خلاصۃ التحقیق

صحیح حدیث، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان، راویٔ حدیث عبید اللہ عمری رحمہ اللہ کے فہم اور ائمہ دین کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ماہواری اور عبادات

1 ماہواری اور نماز

نماز دین کا بنیادی ستون ہے۔ دورانِ ماہواری نماز کی اجازت نہیں، یہی عورت کے دین میں نقصان ہے۔

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ».

''کیا ایسا نہیں کہ عورت ماہواری میں نماز پڑھتی ہے، نہ روزہ رکھتی ہے؟''

(صحيح البخاري: 304، صحيح مسلم: 79)

② معاذہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ.

''ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ماہواری کے بعد نماز کی قضائی

دے؟ فرمایا: آپ حروریہ (خارجی فرقے سے تعلق رکھنے والی) ہیں؟ دورِ رسول ﷺ میں ہمیں حیض آتا، تو قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا یا فرمایا: ہم قضائی نہیں دیا کرتی تھیں۔'' (صحيح البخاري:321، صحيح مسلم:335)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی مرجانہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِالدُّرَجَةِ؛ فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ، يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ، فَتَقُولُ لَهُنَّ: لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

''عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈِبیا بھیجتیں، جس میں روئی ہوتی اور زرد رنگ کا خون ہوتا۔ پوچھتیں کہ نماز پڑھ لیں؟ سیدہ فرماتیں: جلدی نہ کریں، جب تک سفید پانی جاری نہ ہو جائے، نماز نہ پڑھیں۔''

(الموطّأ للإمام مالك:304/1، مصنّف عبد الرزّاق: 1159، وسندهٗ صحيحٌ)

اس مسئلہ پر بہت سی روایات موجود ہیں، مگر ہم اختصار کے پیشِ نظر انھی پر اکتفا کرتے ہیں۔

④ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا إِجْمَاعٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصُومُ فِي أَيَّامِ حَيْضَتِهَا، وَتَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، لَا خِلَافَ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

''امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ

بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' (التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد:107/22)

حائضہ اور سجدۂ شکر

حیض اور نفاس والی سجدۂ شکر ادا کر سکتی ہے۔ سجدۂ شکر کے لیے طہارت ضروری نہیں، کیونکہ سجدۂ شکر نماز نہیں اور طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔

تنبیہ: نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ؛ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

''سجدہ صرف وضو کی حالت میں کریں۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي:1/90، 91، وسندهٗ صحيحٌ)

آپ رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان استحباب پر محمول ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس قول کو درجِ ذیل عنوان کے تحت نقل فرمایا ہے:

بَابُ اسْتِحْبَابِ الطُّهْرِ لِلذِّكْرِ وَالْقِرَائَةِ.

''ذکر اور قراءت کے لیے طہارت مستحب ہے۔''

سجدۂ تلاوت کے لیے بھی طہارت (وضو) ضروری نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ؛ لَيْسَ لَهٗ وُضُوءٌ.

''مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنے کا بیان؛ حالانکہ مشرک نجس ہوتا

ہے۔ اس کا کوئی وضو نہیں ہوتا۔'' (صحيح البخاري:146/1)

معلوم ہوا کہ سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت کے لیے طہارت ضروری نہیں۔ لہٰذا عورت دورانِ ماہواری سجدۂ شکر ادا کر سکتی ہے۔

نماز کے وقت ماہواری

نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد سستی و کاہلی کی وجہ سے نماز مؤخر کر دی، نماز کا وقت نکل گیا اور ادائیگی سے پہلے ہی حیض آ گیا، تو ماہواری کے بعد اس کی قضائی دینا لازم ہے:

امام حسن بصری اور امام محمد بن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا حَاضَتْ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ، فَلَيْسَ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ الْوَقْتُ قَدْ ذَهَبَ.

''نماز کے وقت میں ماہواری آ جائے، تو قضائی نہیں، البتہ نماز کا وقت نکل گیا ہو، تو قضائی لازم ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:339/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: نماز کا وقت ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے ماہواری ختم ہو کہ نماز کے وقت میں غسل اور نماز کی ادائیگی ممکن نہ ہو، تب بھی نماز کی قضائی دینا ضروری ہے۔

غروبِ آفتاب یا طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو، تو؟

غروبِ آفتاب سے پہلے حیض سے پاک ہو، تو عصر ادا کرنا ضروری ہے، طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو، تو نماز عشا ادا کرے گی۔

بعض کہتے ہیں کہ غروبِ آفتاب سے پہلے پاک ہو، تو ظہر وعصر دونوں ادا کرے اور طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو، تو مغرب وعشا دونوں ادا کرے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کیا تھا۔ لہٰذا ظہر وعصر اور مغرب و عشا کا وقت ایک دوسرے کو شامل ہے، ظہر کا عصر کو عصر کا ظہر کو اسی طرح مغرب کا عشا کو اور عشا کا مغرب کو۔

ان کا ردّ کرتے ہوئے حافظ ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْوَقْتُ الَّذِي جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِيهِ؛ خِلَافُ الْوَقْتِ الَّذِي يَبْقٰى مِنَ النَّهَارِ مِقْدَارَ مَا يُصَلِّي فِيهِ الْمَرْءُ رَكْعَةً، لِأَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي أَبَاحَتِ السُّنَّةُ أَنْ تُجْمَعَ فِيهِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ هُمَا إِذَا صَلَّاهُمَا فِي وَقْتِهِمَا كَجَمْعَةٍ بِعَرَفَةَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبِالْمُزْدَلِفَةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَفِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ أَسْفَارٍ، وَكُلُّ ذٰلِكَ مُبَاحٌ يَّجُوزُ الِاقْتِدَاءُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، إِذْ فَاعِلُهٗ مُتَّبِعٌ لِلسُّنَّةِ، وَالْوَقْتُ الَّذِي طَهُرَتْ فِيهِ الْحَائِضُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ بِرَكْعَةٍ وَقْتٌ؛ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّ التَّارِكَ لِلصَّلَاتَيْنِ حَتّٰى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ بِرَكْعَةٍ ذَهَبَ لِيَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَصَلّٰى رَكْعَةً قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَسَبْعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ عَاصٍ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، مَذْمُومٌ إِذَا كَانَ قَاصِدًا لِّذٰلِكَ فِي غَيْرِ حَالِ عُذْرِهٖ، إِذَا كَانَ هٰكَذَا فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُّجْعَلَ حُكْمُ الْوَقْتِ الَّذِي أُبِيحَ فِيهِ الْجَمْعُ بَيْنَ

الصَّلَاتَيْنِ حُكْمَ الْوَقْتِ الَّذِي حُظِرَ فِيهِ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنْ لَّا صَلَاةَ عَلَى الْحَائِضِ، ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِيمَا يَجِبُ عَلَيْهَا إِذَا طَهُرَتْ فِي آخِرِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَأَجْمَعُوا عَلٰى وُجُوبِ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَيْهَا، وَاخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُّوجَبَ عَلَيْهَا بِاخْتِلَافٍ صَلَاةً لَّا حُجَّةَ مَعَ مُوجِبِ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، وَفِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؛ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ» دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ مُدْرِكٌ لِّلْعَصْرِ، لَا لِلظُّهْرِ.

''ان دونوں اوقات میں فرق ہے، پہلا وقت، جس میں نبی کریم ﷺ نے دو نمازیں جمع کی تھیں، دوسرا وقت جس میں صرف ایک رکعت پڑھی جاسکتی ہے اور سورج غروب ہو جاتا ہے، سنت تو یہ ہے دونوں نمازیں ایک نماز کے وقت میں ادا کر لی جائیں، جیسے عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشا یا سفر میں کسی بھی جگہ دو نمازوں کا جمع کرنا، یہ سبھی طریقے سنت سے ثابت ہیں، اس لیے جائز ہیں، خلاف سنت یہ ہے کہ غروب آفتاب میں صرف ایک رکعت کی تاخیر ہو، اس وقت آپ ظہر و عصر دونوں نمازیں پڑھیں، ایک رکعت غروب سے پہلے اور سات غروب کے بعد، امت کا اجماع ہے کہ اس صورت میں آپ گنہگار ہوں گے، ماہواری سے فراغت کے بعد والی صورت بعینہ یہی ہے، ماہواری اس وقت ختم ہوئی، جب نماز عصر بھی ادا نہیں کی جا سکتی تھی، علما اس بات پر تو متفق ہیں کہ وہ نماز عصر کی قضا دے گی، نماز ظہر کی قضا ہو گی یا

نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، تو اس صورت میں بلا دلیل عورت پر نماز ظہر لازم قرار دینا کیوں کر درست ہوا؟ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؛ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ». ''جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، اس نے نمازِ عصر پالی۔''
ثابت ہوا کہ جس نے ظہر اور عصر دونوں کو غروبِ آفتاب تک مؤخر کیا، اس کی عصر تو ادا ہوگی، ظہر نہیں۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف:2/244،245)

دورانِ سفر ماہواری سے پاک ہو، تو؟

سفر پر نکلتے وقت ماہواری میں ہو، دوسرے شہر پہنچنے پر پاک ہو جائے، وہاں دو دن کا قیام ہو، تو قصر پڑھے، کیونکہ وہ مسافر ہے۔ ماہواری میں سفر کے احکام ساقط نہیں ہوتے، شریعت کے عمومی دلائل یہی تقاضا کرتے ہیں۔

بعض الناس نے لکھا ہے:

''**مسئلہ:** چار منزل جانے کی نیت سے چلی، پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں، تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے۔''

(دیکھیں: بہشتی زیور از تھانوی:2/49، احسن الفتاویٰ از لدھیانوی:4/87، عمدۃ الفقہ از زوار حسین،2/414)

بے دلیل ہے۔ ایسے اٹکل پچو کی دین میں کوئی گنجائش نہیں۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری میں نماز ادا نہیں کرسکتی، ان دنوں جو نمازیں رہ گئیں ان کی قضائی نہیں۔

البتہ روزوں کی قضائی ضروری ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے۔

نماز کا وقت ہو اور ادائیگی سے پہلے ماہواری شروع ہو جائے، تو ماہواری کے بعد قضا نہیں، اگر نماز کا وقت سستی کی بنا پر نکل گیا ہو اور ادائیگی سے پہلے ماہواری شروع ہو جائے، تو اس کی قضا ضروری ہے۔ نیز غروب آفتاب سے پہلے ماہواری ختم ہو، تو نماز عصر کی اور طلوع فجر سے پہلے ختم ہو تو نماز عشا کی قضا دے گی۔ ماہواری میں سفر کے احکام ساقط نہیں ہوتے۔

2 ماہواری میں مسجد جانا

حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی:

① رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ».

''میں حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا۔''

(سنن أبي داوٗد:232، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1327) نے ''صحیح'' امام ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (بیان الوهم والایهام من کتاب الاحکام: 5/332، 669)، حافظ ابن ملقن (البدر المنیر: 2/561) اور علامہ زیلعی حنفی (نصب الرایۃ:1/194) نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ» مِنَ

الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ» .

''رسولِ اکرم ﷺ نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں،فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(صحیح مسلم:298)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، نَاوِلِينِي الثَّوْبَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ.

''رسولِ اکرم ﷺ مسجد میں تھے، آپ نے فرمایا: عائشہ! مجھے کپڑا پکڑائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حائضہ ہوں۔فرمایا: ماہواری ہاتھ کو تو نہیں آئی۔''

(صحیح مسلم:299)

معلوم ہوا کہ ماہواری میں مسجد میں داخلہ جائز نہیں۔ ایامِ مخصوصہ میں مسجد میں داخلہ ممنوع نہ ہوتا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چٹائی پکڑانے سے احتراز نہ کرتیں اور نبی کریم ﷺ کو وضاحت کی نوبت نہ آتی، پھر رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ ہاتھ داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں، واضح اشارہ ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ؛ إِذَا

كَانَ مُعْتَكِفًا.

”رسول اللہ ﷺ مسجد میں (بحالتِ اعتکاف) سے اپنا سر مبارک میری جانب (حجرہ میں) داخل فرماتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی۔ آپ ﷺ اعتکاف سے بلا ضرورت گھر نہیں آتے تھے۔“ (صحيح البخاري:2029، صحيح مسلم:297)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں داخل کیوں نہ ہوئیں اور انھیں باہر سے نبی کریم ﷺ کو کنگھی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

⑤ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ؛ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: «لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔“

(صحيح البخاري:981، صحيح مسلم:890)

امام بیہقی رحمہ اللہ باب باندھتے ہیں:

بَابُ الْحَائِضِ لَا تَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا تَعْتَكِفُ فِيهِ .

''حائضہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، نہ اس میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔''

(السنن الکبریٰ:308/1)

اسلافِ امت بھی حائضہ کا مسجد جانا جائز نہیں سمجھتے تھے:

❁ **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:**

كَانَتْ لَا تَرٰى بَأْسًا أَنْ تَمَسَّ الْحَائِضُ الْخُمْرَةَ .

''آپ رضی اللہ عنہا حائضہ کے لیے (مسجد کی) چٹائی چھونے میں حرج نہیں جانتی تھیں۔'' (سنن الدارمي: 1116، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:**

وَلَا تَقْرَبِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ .

''حائضہ پاک ہونے تک مسجد کے قریب نہ پھٹکے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك:342/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ لِجَارِيَتِهٖ: نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَتَقُولُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَيَقُولُ: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ بِيَدِكِ .

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لونڈی کو مسجد سے چٹائی پکڑانے کا حکم دیتے۔ وہ کہتی: حائضہ ہوں۔ فرماتے: حیض ہاتھ کو تو نہیں آیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:360/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ تَضَعَ الْحَائِضُ فِي الْمَسْجِدِ الشَّيْءَ وَتَأْخُذَهُ مِنْهُ، وَلَا تَدْخُلُهُ.

''ماہواری میں مسجد سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:2/360، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: بعض اہل علم کا موقف ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ. ''مسلمان نجس نہیں ہوتا۔'' (صحيح مسلم:372)

یہ استدلال انتہائی ضعیف اور کمزور ہے۔ اس بحث کا تعلق پاکی ناپاکی سے نہیں، بل کہ شریعت کا حکم ہے حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز نہیں، اس حدیث کو دلیل بنا کر حائضہ کو مسجد میں داخلے کی اجازت دی جاسکتی ہے، تو پھر اسی حدیث کی رُو سے اس کے لیے نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ کی اجازت بھی ہونی چاہیے۔

کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے ماہواری میں مسجد جانا جائز قرار دیا ہو۔

تنبیہ: عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمْ مُّجْنِبُونَ، إِذَا تَوَضَّؤُوا وُضُوءَ الصَّلَاةِ.

''میں نے کئی صحابہ کو دیکھا وہ حالتِ جنابت میں وضو کر کے مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔'' (تفسير ابن كثير:2/313، نقلا عن سنن سعيد بن منصور، وسندهٗ حسنٌ)

بعض صحابہ کا یہ اقدام لاعلمی پر مبنی تھا، کیونکہ صحیح حدیث میں جنبی کا مسجد میں ٹھہرنا ممنوع ہے۔ اگر یہ حدیث ان کے علم میں ہوتی تو اس پر عمل کرتے۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری میں مسجد جانا جائز نہیں۔

3 حائضہ نمازی کے آگے سے گزرے تو؟

نمازی کے آگے سے عورت گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالنَّاسِ، فَمَرَّ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حِمَارٌ، فَقَالَ عَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنِ الْمُسَبِّحُ آنِفًا سُبْحَانَ اللّٰهِ ؟»، قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، قَالَ: «لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ» .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ سامنے سے گدھا گزرا۔ سیدنا عیاش بن ابو ربیعہ رضی اللہ عنہ: سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ کہنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو پوچھا: ابھی سبحان اللہ کس نے کہا تھا؟ عیاش رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے کہا، سنا ہے کہ گدھا سامنے سے گزر جائے تو نماز

ٹوٹ جاتی ہے۔فرمایا: کوئی چیز نماز نہیں توڑتی۔''

(سنن الدارقطني:1/367، ح:1365، وسندهٗ حسنٌ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ؛ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا .

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی ۔ میری ٹانگیں آپ کے قبلہ کی جانب ہوتیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ لگاتے، میں ٹانگیں سمیٹ لیتی۔قیام کرتے تو میں انھیں پھیلا دیتی تھی۔'' (صحيح البخاري: 513، صحيح مسلم: 512)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

إِنَّ عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ.

''سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی چیز مسلمان کی نماز نہیں توڑ سکتی۔

''(شرح معاني الآثار للطحاوي:1/463، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ، وَادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ .

''کوئی چیز نماز نہیں توڑتی، بقدر استطاعت اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔''

(شرح معاني الآثار للطحاوي:1/463، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.

''کوئی چیز نماز نہیں توڑتی۔'' (شرح معاني الآثار للطحاوي:1/464، وسندهٗ لا بأس به)

متعارض احادیث

جن احادیث میں نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے، وہ یہ ہیں:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ، وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ».

”عورت، گدھا اور کتا آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز سامنے رکھ لیں، نماز نہیں ٹوٹے گی۔“

(صحیح مسلم:511)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

”بالغ عورت اور کتا آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔“

(سنن أبي داوٗد:703، سنن النسائي:751، سنن ابن ماجه:949، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابو حاتم رازی (علل الحديث لابن أبي حاتم:579/2)، امام ابن خزیمہ (832)، امام ابن حبان (2387) اور حافظ نووی (المجموع شرح المهذّب: 350/3) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع وخضوع ٹوٹنا ہے

جن احادیث میں نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے، اس سے مراد نماز کا خشوع وخضوع ٹوٹنا ہے نہ کہ نماز کی حالت سے نکلنا، جیسا خود نبی کریم کے سامنے سے گدھا گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا نماز نہیں ٹوٹی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سامنے لیٹی ہوئی تھیں، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں توڑی، راوی حدیث، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس فتوے کا بھی یہی مطلب ہے کہ:

يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ.

''عورت، گدھا اور کتا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:281/1، وسندهٗ صحيحٌ)

حائضہ سے مراد بالغہ ہے!

جن احادیث میں حائضہ کے گزرنے سے نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے، ان سے مراد بالغہ ہے، جیسا کہ:

- ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ.

''اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتے۔''

(سنن أبي داوٗد:641، وسندهٗ صحيحٌ)

حائضہ سے مراد وہ عورت ہے، جو حیض کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔

خلاصۃ التحقیق

نمازی کے آگے سے عورت گزر جائے تو خشوع وخضوع ٹوٹ جاتا ہے اور ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، البتہ نماز باطل نہیں ہوتی۔

4 ماہواری میں تلاوتِ قرآن

ماہواری میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں:

① **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:**

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔'' (صحيح البخاري: 297، صحيح مسلم: 301)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

فِي هٰذَا الْفِعْلِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، لِأَنَّ قِرَائَتَهَا لَوْ كَانَتْ جَائِزَةً؛ لَمَا تُوُهِّمَ امْتِنَاعُ الْقِرَائَةِ فِي حِجْرِهَا، حَتَّى احْتِيجَ إِلَى التَّنْصِيصِ عَلَيْهَا.

''اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ماہواری میں قرآن نہیں پڑھ سکتی، کیونکہ اگر حائضہ کے لیے جائز ہوتا تو اس کی گود میں قرآن پڑھنے یا نہ پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا، نہ ہی سیدہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی۔''

(فتح الباري: 402/1)

حائضہ کو قرآن پڑھنے کی اجازت ہوتی تو یہ بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ اس کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا جا سکتا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں اس کی گود میں قرآن پڑھنے کا جواز بالاولیٰ ثابت ہو جاتا۔

② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ، فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ، وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ، [أَوْ قَالَ: يَحْجُزُهُ] عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے، تو ہمیں قرآنِ کریم پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے۔ جنابت کے علاوہ کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوتِ قرآن سے نہیں روکتی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد: 84/1، 124، سنن أبي داوٗد: 229، واللفظ لهٗ، سنن النسائي: 266، سنن ابن ماجه: 594، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (146) نے ''حسن صحیح''، جبکہ امام ابن جارود (94)، امام ابن خزیمہ (208)، امام ابن حبان (799) اور امام حاکم (107/4) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ السَّكَنِ وَعَبْدُ الْحَقِّ وَالْبَغَوِيُّ.

''اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن سکن، حافظ عبد الحق اشبیلی اور حافظ بغوی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔'' (التلخيص الحبير: 139/1)

نیز فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ أَنَّهٗ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ يَصْلُحُ لِلْحُجَّةِ.

''حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث حسن اور قابل حجت ہے۔'' (فتح الباري: 408/1، ح: 305)

امیر المومنین فی الحدیث، شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا ثُلُثُ رَأْسِ مَالِي.

”یہ حدیث میرے علمی سرمائے کا ایک تہائی ہے۔“

(صحيح ابن خزيمة: 104/1، ح: 208، وسندهٗ صحيحٌ)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ لِي شُعْبَةُ: مَا أُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ أَحْسَنَ مِنْهُ.

”شعبہ نے مجھے بتایا: کہ میں نے اس سے احسن حدیث بیان نہیں کرسکتا۔“

(سنن الدارقطني: 119/1، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ”جید“ قرار دیا ہے۔ (البدر المنير: 651/2)

علامہ عینی حنفی نے اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ (نخب الأفكار: 211/2)

جنبی کے لیے قرآنِ کریم کی قراءت جائز نہیں۔ چونکہ جنبی اور حائضہ کا حکم ایک ہی ہے، لہٰذا یہ حدیث بھی ماہواری میں قراءتِ قرآن کے ناجائز ہونے پر واضح دلیل ہے۔

کسی صحابی یا تابعی سے ماہواری میں تلاوتِ قرآن کی اجازت ثابت نہیں ہے، اسلافِ امت ماہواری میں قرآنِ کریم کی تلاوت سے روکتے تھے:

① **ابووائل، شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ الْقُرْآنَ.

”جنبی اور حائضہ قرآن نہیں پڑھ سکتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

② **معروف فقیہ، محمد بن علی باقر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:**

إِنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّقْرَأَ الْجُنُبُ الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ.

”وہ جنبی کے لیے ایک دو آیات پڑھنے میں حرج نہیں جانتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ ابو اسحاق، عمرو بن عبداللہ، سبیعی، رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ: تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَالْجُنُبُ؟ قَالَ: الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ.

”میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا حائضہ اور جنبی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ تو فرمایا: ایک دو آیات پڑھ سکتے ہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَائِضُ لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

”ماہواری میں قرآن نہ پڑھے۔“ (سنن الدارمي: 1035، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا؛ حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟ تو فرمایا:

لَا، إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ.

”نہیں، البتہ آیت کا کوئی ٹکڑا پڑھ سکتی ہے۔“ (سنن الدارمي: 1039، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ الزُّهْرِيُّ عَنِ الْجُنُبِ وَالنُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ، فَقَالَ: لَمْ يُرَخَّصْ لَهُمْ أَنْ يَّقْرَءُوا مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا.

”امام زہری رحمہ اللہ سے جنبی مردوں اور حیض ونفاس والی عورتوں کے بارے میں

سوال کیا گیا، تو فرمایا: انھیں قرآن کا کچھ حصہ بھی پڑھنے کی اجازت نہیں۔''
(السنن الكبرٰى للبيهقي:309/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑦، ⑧ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔
(سنن الترمذي، تحت الحديث:131)

⑨ علامہ حسین بن حسین، حلیمی رحمہ اللہ (م:403ھ) کہتے ہیں:

اَلْحَيْضُ أَشَدُّ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَهُوَ بِتَحْرِيمِ الْقِرَائَةِ عَلَى الْحَائِضِ أَوْلٰى.

''حیض، جنابت سے بڑا ہے، لہٰذا حائضہ پر قرآن پڑھنا بالاولیٰ حرام ہونا چاہیے۔''
(المنهاج في شعب الإيمان:444/3)

تنبیہ①: حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الْجُنُبِ يَقْرَأُ؟ فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا، وَقَالَ: أَلَيْسَ فِي جَوْفِهِ الْقُرْآنُ؟

''میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا، جنبی قرآن پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا، کوئی حرج نہیں، کیا اس کے سینے میں قرآن نہیں ہے؟''
(المحلّٰى لابن حزم:96/1، وسندهٗ حسنٌ)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ جمہور کے موافق نہیں، یہ قیاس مع الفارق ہے۔

تنبیہ②: بعض نے لکھا ہے:

وَلَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يُكْرَهُ لَهُمْ (الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ) مَسُّهٗ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الصَّحِيحِ.

''قرآن فارسی میں لکھا ہو تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کا چھونا بھی امام ابو

حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے، صحیح قول کے مطابق محمد بن حسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف کا بھی یہی فتوی ہے۔''

(الفتاوی الهندیّة، المعروف به فتاوی عالمگیری:39/1فتاوی قاضی خان:86/1)

امت مسلمہ عربی قرآن کے علاوہ کسی قرآن سے واقف نہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ قرآنِ کریم کے متعلق گم راہ کن عقیدہ بنائے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام نہیں بل کہ مجازی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام کیا ہے، وہ صوت اور حروف پر مشتمل نہیں، نیز قرآن میں تغیر وتبدل ہوسکتا ہے۔ (نعوذ باللہ!)۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری میں قرآنِ کریم کی تلاوت نہیں کرسکتی، ہاں کبھی ایک دوآیات پڑھ لے، تو بعض اہل علم نے گنجائش دی ہے۔

اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی اور حائضہ، دونوں کا حکم ایک ہے۔

تنبیہ: حائضہ قرآنِ کریم کو چھو بھی نہیں سکتی۔ ویسے بھی قرآن چھونے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔

5 دورانِ ماہواری اذکار و وظائف

ماہواری میں ایسے اذکار و وظائف کی اجازت ہے، جو آیات قرآنیہ پر مشتمل نہ ہوں:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ.

''نبی کریم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔'' (صحيح مسلم: 373)

اگرچہ تلاوتِ قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے، لیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنابت میں رسولِ اکرم ﷺ ذکر کی یہ صورت اختیار نہیں کرتے تھے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَتْ بِهِ الذِّكْرَ الَّذِي هُوَ غَيْرُ الْقُرْآنِ، إِذِ الْقُرْآنُ يَجُوزُ أَنْ يُسَمَّى الَّذِي ذُكِرَ، وَقَدْ كَانَ لَا يَقْرَؤُهُ وَهُوَ جُنُبٌ، وَكَانَ يَقْرَؤُهُ فِي سَائِرِ الْأَحْوَالِ.

''اس سے مراد تلاوتِ قرآن کے علاوہ ذکر ہے، اگرچہ قرآن کو بھی ذکر کہا جاسکتا ہے، لیکن آپ ﷺ حالتِ جنابت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ باقی حالات میں پڑھتے رہتے تھے۔'' (صحيح ابن حبّان: 3/82)

آئندہ صفحات میں عیدین کے موقع پر عورتوں کے تکبیرات کہنے کا بھی ذکر ہے، جو اس مسئلے میں مزید دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

خلاصۃ التحقیق

ماہواری میں تلاوت کے علاوہ ہر قسم کا ذکر کرسکتی ہے، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ سکتی ہے، سلام کہہ سکتی ہے اور سلام کا جواب بھی دے سکتی ہے۔

6 دورانِ ماہواری مجالس وعظ میں شرکت

ماہواری میں دینی اور علمی مجالس میں شرکت مستحسن ہے۔ حائضہ خود بھی وعظ و نصیحت کر سکتی ہے، البتہ قرآن کی تلاوت نہ کرے، درسِ حدیث دے سکتی ہے۔ درس کا اہتمام مسجد میں ہے، تو حائضہ کی شرکت ممنوع ہے:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نُّخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ؛ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: «لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔'' (صحيح البخاري:981، صحيح مسلم:890)

حائضہ اور عیدگاہ

ماہواری میں عیدگاہ جا سکتی ہے، بلکہ اس کی تاکید ہے، جیسا کہ گزشتہ حدیث میں

بیان ہوا ہے۔

صحیح مسلم (11/890) میں ہے:

الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ.

''حائضہ عورتیں نکلتیں اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتیں، وہ لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہتیں۔''

صحیح البخاری (971) میں یہ الفاظ ہیں:

فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ اليَوْمِ، وَطُهْرَتَهُ.

''ماہواری والی لوگوں کے پیچھے ہوتیں، وہ ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتیں، ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگتیں اور اس مبارک دن کی برکت وفضیلت کی امید رکھتیں۔''

معلوم ہوا کہ حائضہ عید گاہ جائے گی، ہاں! باپردہ، چادروں میں لپٹی ہوئی، شریف زادیوں کی طرح نگاہیں جھکا کر، ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر عیدگاہ کا رخ کریں۔ نیز خاوند یا ولی کی اجازت بھی شامل ہونی چاہیے۔سلف سے ایسا ہی ثابت ہے؛

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُخْرِجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْ أَهْلِهِ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خواتین خانہ کو عیدگاہ لے جایا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 191/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ جنبی، حیض اور نفاس والی عورت اذان کا جواب دی سکتی ہے، اذان

ذکر ہے، اس کا جواب بھی ذکر ہے۔ ذکر کے لیے باوضو ہونا شرط نہیں۔ بعض الناس خوامخواہ ذکرِ الٰہی سے منع کرتے ہیں۔

7 دورانِ ماہواری دَم

ماہواری میں دَم کرسکتی ہے؛ ابن ابو مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَرْقِي أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا؛ وَهِيَ عَارِكٌ.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ اسما رضی اللہ عنہا کو ماہواری میں دَم کر دیتی تھیں۔''

(سنن الدارمي: 1036، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: ماہواری میں دم تو جائز ہے، لیکن دم مسنون دعاوں کے ذریعے ہوگا، قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں۔

8 حیض میں روزہ

حیض میں روزہ نہیں رکھ سکتی:

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ؛ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟.

''کیا ایسا نہیں کہ حائضہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔''

(صحيح البخاري: 304، صحيح مسلم: 79)

② **معاذہ رحمہا اللہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے سوال و جواب بیان کرتی ہیں:**

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ: كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

''عرض کیا، حائضہ روزے کی قضائی تو دیتی ہے، نماز کی قضائی کیوں نہیں دیتی؟ فرمایا: آپ حروریہ ہیں؟ عرض کیا، نہیں، میں حروریہ نہیں ہوں، فقط سوال کیا ہے، فرمایا: ہم ماہواری میں ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا نہیں۔'' (صحيح البخاري:321، صحيح مسلم:335)

اجماعِ امت

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا إِجْمَاعٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصُومُ فِي أَيَّامِ حَيْضَتِهَا وَتَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، لَا خِلَافَ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ .

''امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' (التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد:107/22)

خلاصۃ التحقیق

حائضہ روزہ نہیں رکھے گی، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ روزے کی حالت

میں حیض آ گیا تو اس روزے کی اور باقی روزے جو رہ گئے، ان کی قضائی دے گی۔

9 غسلِ جنابت سے پہلے سحری

جنابت خواہ احتلام سے ہو، جماع سے ہو یا حیض و نفاس سے، اس کے احکام ایک ہیں۔ جنبی کے لیے اگر ممکن ہو تو سحری سے پہلے غسلِ جنابت کر لے، یہ بہتر ہے، البتہ پہلے سحری کھا لے اور بعد میں غسل کر لے تو بھی کوئی حرج نہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِيهِ، وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ، أَفَأَصُومُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ، فَأَصُومُ»، فَقَالَ: لَسْتَ مِثْلَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ: «وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي» .

”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں دروازے کی اوٹ سے سن رہی تھی، اس نے عرض کیا: میں نماز کے وقت جنبی ہوتا ہوں تو کیا اسی حالت میں روزہ رکھ لوں؟ فرمایا: میں بھی نماز کے وقت جنبی ہوتا ہوں اور روزہ رکھ لیتا ہوں، عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ آپ ہمارے جیسے نہیں۔ فرمایا: اللہ کی قسم! امید ہے کہ میں

آپ سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور بہتر جانتا ہوں کہ تقویٰ کیا ہے۔''

(صحیح مسلم: 79/1110)

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِماعٍ، لَا مِنْ حُلُمٍ، ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی وجہ سے جنبی ہوتے، اسی حالت میں صبح ہو جاتی، لیکن آپ نہ روزہ چھوڑتے، نہ قضا دیتے۔'' (صحیح مسلم: 77/1109)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْأَمْصَارِ عَلٰى صِحَّةِ صَوْمِ الْجُنُبِ.

''ان تمام علاقوں کے اہل علم متفق ہیں کہ جنبی کا روزہ درست ہے۔''

(شرح صحیح مسلم: 95/4)

10 روزوں کی قضائی

فرض روزے جو ماہواری کی وجہ سے رہ گئے ان کی قضائی رمضان کے فوراً بعد دینا ضروری نہیں، بلکہ اگلے رمضان سے پہلے پہلے کسی بھی وقت دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح رمضان میں رہ جانے والے روزوں کی قضائی میں تسلسل مستحب ہے، ضروری نہیں:

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرة 2: 185)

”وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَّمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ.

”مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضائی ہوتی، لیکن میں انھیں شعبان سے پہلے نہ رکھ پاتی تھی۔“ (صحيح البخاري: 1950، صحيح مسلم: 1146)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيث دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مُطْلَقًا؛ سَوَاءً كَانَ لِعُذْرٍ أَوْ لِغَيْرِ عُذْرٍ .

”ثابت ہوا کہ رمضان کی قضائی مطلق طور پر مؤخر کرنا جائز ہے، کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو۔“ (فتح الباري: 191/4)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَا يَضُرُّكَ كَيْفَ قَضَيْتَهَا، إِنَّمَا هِيَ عِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، فَأَحْصِهِ .

”کسی بھی طرح قضائی دی جاسکتی ہے، دوسرے دنوں کی گنتی (پوری کرنا ضروری) ہے، اسے پورا کریں۔“ (تغليق التعليق لابن حجر: 186/3، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

فَرِّقْهُ إِذَا أَحْصَيْتَهٗ.

”جب آپ نے گنتی پوری کرنی ہے تو وقفے میں کیا حرج۔“

(سنن الدارقطني: 193/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

يُوَاتِرُهٗ إِنْ شَاءَ.

”چاہے تو روزوں کی مسلسل قضائی دے سکتا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے؛

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا، وَيَقُولُ: إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ: ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾.

”آپ رضی اللہ عنہ روزوں کی قضائی میں وقفہ جائز سمجھتے تھے، فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے صرف گنتی کا ذکر فرمایا ہے۔“ (السنن الكبرٰى للبيهقي:258/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو عامر ہوزنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، سُئِلَ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرَخِّصْ لَكُمْ فِي فِطْرِهٖ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَّشُقَّ عَلَيْكُمْ فِي قَضَائِهٖ، فَأَحْصِ الْعِدَّةَ، وَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

”میں نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سنا، آپ سے رمضان کی قضائی کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے کی رخصت اس لیے نہیں دی کہ قضائی میں مشقت ڈال دے۔ گنتی پوری کرنی ہے، جیسے چاہیں کریں۔“ (السنن الكبرٰى للبيهقي:258/4، سنن الدارقطني: 191/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَرِّقْ قَضَاءَ رَمَضَانَ وَأَحْصِ الْعِدَّةَ.

''قضائی چاہے تو وقفے سے دیں، لیکن گنتی پوری کریں۔''

(سنن الدار قطني:192/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے کہ وہ وقفے سے روزوں کی قضائی میں حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ (مصنّف ابن أبي شيبة:33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ جعفر بن میمون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَضَاءُ رَمَضَانَ عِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

''روزوں کی قضائی میں صرف گنتی پوری کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

مسلسل قضائی دینے کے دلائل

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

يُتَابِعُ بَيْنَهٗ. ''یہ روزے **مسلسل** رکھے جائیں گے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُوَاتِرُ قَضَاءَ رَمَضَانَ. ''صیام رمضان کی قضائی **مسلسل** دے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

يَقْضِيهِ كَهَيْأَتِهٖ. ''جس طرح چھوڑے تھے، اسی طرح قضائی دے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّصُومَهٗ كَمَا أَفْطَرَهٗ.

''جس طرح روزے چھوڑے تھے، اسی طرح قضائی دے، تو مجھے زیادہ پسند ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''لگاتار قضائی دینا مجھے زیادہ پسند ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صُمْهُ مُتَتَابِعًا، إِلَّا أَنْ يَّقْطَعَ بِكَ كَمَا قَطَعَ بِكَ فِيهِ .

''لگاتار قضائی دو، الا یہ کہ (قضائی میں بھی) وہی عارضہ پیش آجائے، جو رمضان میں پیش آیا تھا۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ اقوال استحباب پر محمول ہیں:

❀ امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْضِيهِ مُتَتَابِعًا أَحَبُّ إِلَيَّ، وَإِنْ فَرَّقَ أَجْزَأَهٗ.

''کوئی رمضان کی قضائی لگاتار دے، تو مجھے زیادہ پسند ہے، البتہ اگر وقفہ کرے، تو اسے کفایت کر جائے گی۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 35/3، وسندهٗ صحيحٌ)

خلاصۃ التحقیق

روزوں کی قضائی مسلسل دینا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

11 حیض و نفاس میں احرام

حالتِ حیض و نفاس میں احرام باندھنا جائز ہے، البتہ اس سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سفر حج میں سیدہ اسما بنتِ عُمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کی ولادت ہوئی۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ فرمایا:

اِغْتَسِلِي، وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَّأَحْرِمِي.

''غسل کریں، لنگوٹ کَس لیں اور احرام باندھ لیں۔'' (صحیح مسلم: 1218)

شارحِ صحیح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِيهِ صِحَّةُ إِحْرَامِ النُّفَسَاءِ، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ.

''یہ دلیل ہے کہ نفاس میں احرام باندھنا درست ہے۔ اس پر اجماع ہے۔''

(شرح صحیح مسلم: 8/133، 172)

12 دورانِ حج ماہواری کا آغاز

حائضہ سوائے طواف کے حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِّنْهَا؛ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: أَنُفِسْتِ؟، يَعْنِي الْحَيْضَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِي.

''ہم مقام سرف یا اس کے قریب تھے کہ میں حائضہ ہو گئی، نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، تو میں رو رہی تھی۔ فرمایا: حیض آ گیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: یہ تو اللہ نے بنات آدم کے مقدر میں لکھ دیا ہے، حیض ختم ہونے تک تمام ارکان حج سرانجام دیں، سوائے طواف کے۔''

(صحيح البخاري: 305، صحيح مسلم: 1211)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ الَّتِي تُهِلُّ بِالْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ، إِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا أَوْ عُمْرَتِهَا إِذَا أَرَادَتْ، وَلٰكِنْ لَّا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ.

''حائضہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ چکی ہو، تو جب چاہے تلبیہ پکار سکتی ہے، البتہ طواف اور سعی نہیں کر سکتی۔ حیض کے اختتام تک طواف، سعی اور مسجد میں داخلے کے سوا تمام مناسک حج ادا کرے گی۔''

(المؤطّأ للإمام مالك: 342/1، وسندهٗ صحيحٌ)

13 طوافِ افاضہ کے بعد ماہواری

طوافِ افاضہ کے بعد حیض آئے، تو واپس جا سکتی ہے؛

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَصْدُرَ قَبْلَ أَنْ تَطُوفَ، إِذَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ فِي الْإِفَاضَةِ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو رخصت دی کہ اگر طوافِ افاضہ کر چکی ہے، تو طوافِ وداع سے پہلے واپس جا سکتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 370/1، وسندہٗ صحیحٌ)

نیز فرماتے ہیں:

رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ .

''حائضہ طوافِ افاضہ کر چکے، تو وہ جا سکتی ہے، اسے رخصت ہے۔''

(صحيح البخاري: 1760)

مزید فرماتے ہیں:

أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ.

''لوگوں کو حکم تھا کہ (حج میں) سب سے آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو، لیکن حائضہ کو اس سے رخصت دی گئی۔''

(صحيح البخاري: 1755، صحيح مسلم: 1328)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے کہا کرتے تھے:

إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ. ''واپس نہیں جا سکتی۔''

لیکن حدیثِ نبوی کا علم ہوا، تو فرماتے تھے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں رخصت دے دی تھی۔'' (صحيح البخاري:1761)

❁ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟» قَالُوا: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، قَالَ: «فَلَا إِذًا».

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہمیں رکنا پڑے گا؟ صحابہ نے عرض کیا: انھوں نے طوافِ افاضہ کرلیا ہے۔ فرمایا: پھر نہیں رکیں گے۔'' (صحيح البخاري: 1757)

❁ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَا تُصَلِّي، وَلَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَالَ: الطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَدْلُ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ.

''حائضہ قرآن اور نماز نہیں پڑھ سکتی، طواف اور سعی کی اجازت بھی نہیں، صفا و مروہ کی سعی طواف ہی کی طرح ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:4/325، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ .

''حائضہ سوائے طواف کے تمام مناسک حج ادا کرے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:4/325، وسندهٗ حسنٌ)

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تَقِفُ بِعَرَفَةَ وَتَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ .

''حائضہ عرفہ میں قیام بھی کرے گی اور سوائے طواف کے تمام مناسکِ حج ادا کرے گی۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة:4/325، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ، وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ مِنْ نِّسَائِهٖ وَأَصْحَابِهٖ، وَحَلَّ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ الْهَدْيُ، فَحَاضَتْ هِيَ، فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، لَيْلَةُ النَّفْرِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ غَيْرِي، قَالَ: مَا كُنْتِ تَطُوفِينَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَقْرٰى حَلْقٰى، إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟

قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَلَا بَأْسَ، انْفِرِي، فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ، وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ، أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ، وَهُوَ مُنْهَبِطٌ.

’’ہم نبی کریم ﷺ کے ہم راہ حج کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ مکہ پہنچے، بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی، لیکن احرام نہ کھولا۔ آپ ﷺ کے پاس قربانی تھی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور ازواجِ مطہرات نے بھی طواف کیا۔ پھر جو قربانیاں نہ لا سکے تھے، انھوں نے احرام کھول دیے۔ میں حائضہ ہو گئی۔ ہم نے مناسکِ حج ادا کیے۔ جس رات واپسی تھی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے سوا آپ کے تمام ساتھی حج و عمرہ کر کے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ نے مکہ میں آ کر طواف نہیں کیا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جا کر عمرے کا احرام باندھیں اور فلاں جگہ ہم سے مل جائیں۔ میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نکلی عمرے کا احرام باندھا۔ پھر ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقریٰ حلقی! آپ ہمیں روکیں گی۔ کیا آپ نے دس ذی الحجہ کو طواف نہیں کیا؟ جواب دیا: کیوں نہیں؟ کیا تھا۔ فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں، واپس چلتے ہیں۔ میں آپ کو اس وقت ملی جب آپ مکہ جا رہے تھے اور میں واپس آ رہی تھی، یا میں جا رہی تھی اور آپ ﷺ واپس آ رہے تھے۔

(صحيح البخاري: 1762، صحيح مسلم: 128/1211)

’’عقریٰ حلقی‘‘ کا معنی: ’’آپ بانجھ ہوں، آپ گنجی ہوں۔‘‘ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بہ طور مزاح کہا ہے، جس سے حقیقت مقصود نہیں۔

14 حائضہ اور ذبیحہ

حائضہ کا ذبیحہ بالاتفاق جائز ہے، قربانی ہو، عقیقہ ہو یا عام گوشت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ (المائدة 5:3)

''جس جانور کو آپ نے ذبح کیا ہو وہ حلال ہے۔''

آیت کے عموم سے ثابت ہوا کہ شرعی طریقہ کے مطابق ذبیحہ حلال ہے، خواہ ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کتابی، آزاد ہو یا غلام، حائضہ ہو یا نفاس والی، جیسا کہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ» مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ».

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں۔ فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(صحيح مسلم: 298)

ثابت ہوا کہ حیض ذبح میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا .

''ایک عورت نے پتھر سے بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھانے کا حکم دیا۔'' (صحیح البخاري:5504)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِيهِ جَوَازُ أَكْلِ مَا ذَبَحَتْهُ الْمَرْأَةُ سَوَاءً كَانَتْ حُرَّةً أَوْ أَمَةً، كَبِيرَةً أَوْ صَغِيرَةً، مُسْلِمَةً أَوْ كِتَابِيَّةً، طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِأَكْلِ مَا ذَبَحَتْهُ، وَلَمْ يَسْتَفْصِلْ.

''ثابت ہوا کہ عورت آزاد ہو یا لونڈی، چھوٹی ہو یا بڑی، مسلمان ہو یا کتابیہ، حائضہ ہو یا غیر حائضہ، اس کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورت کا ذبیحہ کھانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے مرد وزن کے ذبیحہ میں فرق نہیں کیا۔'' (فتح الباري:633/9)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَذْبَحُ، وَإِنِّي لَجُنُبٌ .

''جنابت میں ذبح کر لیتا ہوں۔'' (مسند علي بن الجعد:305، وسندہٗ صحيحٌ)

جنبی جانور ذبح کر سکتا ہے تو حائضہ بھی کر سکتی ہے۔ دونوں کے احکام ایک ہیں، الا یہ کہ کسی دلیل سے استثنا ثابت ہو جائے۔

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَتَجُوزُ ذَكَاةُ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ، وَتَذْبَحُ الْمَرْأَةُ وَإِنْ كَانَتْ حَائِضًا،

فَإِنَّ حَيْضَتَهَا لَيْسَتْ فِي يَدِهَا، وَذَكَاةُ الْمَرْأَةِ جَائِزَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ ذَبَحَتِ امْرَأَةٌ شَاةً، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

''مرد و زن کا ذبیحہ جائز ہے۔ ذبح کرنے والی عورت خواہ حائضہ ہی ہو، کیونکہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے، ایک عورت نے بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم ﷺ نے اسے کھانے کا حکم دیا تھا۔'' (مجموع الفتاویٰ:234/35)

15 بچے کی میت کو غسل

عورت چھوٹے بچے کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ اس پر اجماعِ امت ہے۔

❀ حافظ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ تَغْسِلُ الصَّبِيَّ الصَّغِيرَ.

''جن علماءِ کرام سے ہم علم حاصل کرتے ہیں، ان سب کا اتفاق ہے کہ عورت چھوٹے بچے (کی میت) کو غسل دے سکتی ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف:338/5)

❀ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ بِهٖ بَأْسًا.

”میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 251/3، وسندهٗ صحيحٌ)
حیض، نفاس اور جنابت میں جسم پاک رہتا ہے۔ لہٰذا اس حالت میں میت کو غسل دینے میں کوئی حرج نہیں۔

16 حالتِ جنابت میں میت کو غسل

حیض، نفاس اور جنابت میں میت کو غسل دے سکتے ہیں۔

- سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جنبی تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجَسٍ».

”مسلمان نجس نہیں ہوتا۔“ (صحيح مسلم: 372، مسند أبي عوانة: 777، واللفظ لهٗ)

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ» مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ».

”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں۔ فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

(صحيح مسلم: 298)

ثابت ہوا کہ جنبی اور حائضہ کا بدن نجس نہیں، پاک ہی ہوتا ہے۔ مقصود میت کو نہلانا اور اس کی صفائی ستھرائی ہے۔ وہ جنبی اور حائضہ بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میری والدہ نے مجھے علقمہ بن قیس رحمہ اللہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:247/3، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: ✳ دو عظیم تابعی، امام حسن بصری اور امام محمد بن سیرین رحمہما اللہ جنبی اور حائضہ کا میت کو غسل دینا مکروہ خیال کرتے تھے۔ (مصنّف ابن أبي شيبة:248/3، وسندهٗ صحيحٌ)

لیکن اس اجتہاد پر کوئی دلیل نہیں۔ کراہت کے ثبوت پر شرعی دلیل درکار ہوتی ہے۔ واللّٰه أعلم وعلمه أحكم!

17 حائضہ کا میت کے پاس جانا

حیض و نفاس میں قریب المرگ یا میت کے پاس جاسکتی ہے، شریعت میں اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں۔ نیز میت کے پاس جانے کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں:

❀ حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ تَحْضُرَ الْحَائِضُ الْمَيِّتَ.

''آپ حائضہ کا میت کے پاس جانا درست سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:237/3، وسندهٗ حسنٌ)

احناف کہتے ہیں:

وَلَا بَأْسَ بِجُلُوسِ الْحَائِضِ وَالْجُنُبِ عِنْدَهٗ وَقْتَ الْمَوْتِ.

’’حائضہ اور جنبی قریب المرگ کے پاس بیٹھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔‘‘

(فتاوی عالمگیری:157/1)

جو لوگ حائضہ کو میت کے گھر جانے سے روکتے ہیں، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ تو ہم پرستی ہے، جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ جب حائضہ میت کو غسل دے سکتی ہے، تو میت کے پاس اور اہل میت کے گھر بالاولیٰ جا سکتی ہے۔

یاد رہے کہ ایامِ مخصوصہ میں عورت قبرستان کی زیارت کے لیے جا سکتی ہے۔

استحاضہ کے احکام و مسائل

استحاضہ ایک بیماری ہے، علامہ، عبیداللہ بن محمد بن عبدالسلام، مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهِيَ جَرْيَانُ الدَّمِ مِنْ فَرْجِهَا فِي غَيْرِ أَوَانِهٖ مِنْ عِرْقٍ فِي أَدْنَى الرَّحِمِ دُونَ قَعْرِهٖ، يُقَالُ لِذٰلِكَ الْعِرْقِ الْعَاذِلُ.

''یہ حیض و نفاس کے علاوہ شرمگاہ سے نکلنے والا خون ہے، یہ خون ایک رگ سے نکلتا ہے، یہ رگ رحم کے اندر نہیں ہوتی بل کہ رحم کے منہ کے پاس ہوتی ہے، اسے عرق عاذل کہتے ہیں۔''

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:255/2، طبع جديد)

استحاضہ کا خون سرخ اور پتلا ہوتا ہے، اس میں بو نہیں ہوتی۔

جس عورت کو یہ خون آ تا ہو، اسے مستحاضہ کہا جاتا ہے۔ وہ پاک عورت کے حکم میں ہوتی ہے۔ مستحاضہ کے چند خاص احکام و مسائل ہیں، جن کا ذکر اس باب میں کیا جا رہا ہے۔

اس باب کو چار فصلوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے:

فصل اوّل: استحاضہ اور حیض میں امتیاز

فصل دوم: مستحاضہ اور طہارت

فصل سوم: مستحاضہ اور عبادات

فصل چہارم: مستحاضہ اور ازدواجی تعلقات

استحاضہ اور حیض کا امتیاز

استحاضہ کا خون مسلسل جاری رہتا ہے، حیض او ر استحاضہ کے خون میں فرق کس طرح ہوسکتا ہے؟ شریعت اسلامیہ نے اس کے تین طریقے بتائے ہیں۔

① ماہواری شروع ہونے کے بعد استحاضہ کا عارضہ لاحق ہو تو ماہواری کے دنوں کا اعتبار ہوگا، جن دنوں ماہواری آتی تھی، ان کے علاوہ آنے والا خون استحاضہ متصور ہو گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّمَ، فَقَالَ لَهَا: امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي.

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجہ، سیدہ امِ حبیبہ بنت ِجحش رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: جن دنوں آپ کو حیض آتا تھا، ان دنوں کی مقدار رکی رہیں، پھر غسل کر لیں۔''

(صحیح مسلم: 66/334)

② استحاضہ کا خون پہلے جاری ہوا اور حیض کا خون بعد میں آیا تو دونوں میں فرق خون

کی رنگت سے کرے گی، حیض کا خون سیاہی مائل، گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے، جبکہ استحاضہ کا خون سرخی مائل ہوتا ہے، بدبودار اور گاڑھا نہیں ہوتا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ امِ حبیبہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتی ہیں:

فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ.

”وہ اپنی بہن زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے گھر ایک ٹب میں غسل کرتی تھیں۔ خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔“ (صحيح مسلم:64/334)

③ اپنے خاندان کی عورتوں سے پوچھے گی، جن دنوں انھیں حیض آتا ہے، ان دنوں خود کو حائضہ سمجھے۔

❁ حماد بن ابی سلیمان اور عطا بن ابی رباح رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا نَفِسَتْ فَاسْتُحِيْضَتْ؛ قَالَا: تُمْسِكُ عَنِ الصَّلَاةِ مِثْلَمَا تُمْسِكُ الْمَرْأَةُ مِنْ نِّسَائِهَا.

”آغازِ حیض سے ہی مستحاضہ ہو جائے، تو وہ نماز سے اتنے دن رک جائے گی، جتنے دن اس کے خاندان کی کوئی بھی دوسری عورت رکتی ہے۔“

(سنن الدارمي:875، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ أَوَّلَ مَا تَحِيضُ؛ تَجْلِسُ فِي الْحَيْضِ مِنْ نَّحْوِ نِسَائِهَا.

”بلوغت سے پہلے ہی مستحاضہ ہوتو خاندان کی دوسری عورتوں کی طرح حیض

کے دن گزارے گی۔'' (سنن الدارمي:876، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَشْبَهُ الْأَشْيَاءِ.

''یہی قرینِ صواب ہے۔'' (سنن الدارمي، تحت الحديث:876)

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِمَّا اعْتِبَارُ غَالِبِ عَادَةِ النِّسَاءِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ إِلْحَاقُ الْفَرْدِ بِالْأَعَمِّ الْأَغْلَبِ، فَهٰذِهِ الْعَلَامَاتُ الثَّلَاثُ تَدُلُّ عَلَيْهَا السُّنَّةُ وَالِاعْتِبَارُ.

''خواتین کی غالب عادت کا ہی اعتبار ہو گا کیونکہ ایک فرد پر عام اور اکثریت کے مطابق حکم لگانا ہی قانون ہے۔ سنتِ نبوی اور قیاسِ صحیح یہی تینوں علامات بتاتے ہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ:21/630، 631)

ان کے علاوہ کوئی بھی صورت معتبر نہیں۔

مستحاضہ اور طہارت

مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز و روزہ، تلاوتِ قرآن اور جماع سے رکی رہے گی، البتہ حیض ختم ہونے کے بعد غسل ضروری ہے۔ غسل کے بعد باقی دنوں میں اس کا حکم عام عورتوں جیسا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي.

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 228، صحيح مسلم: 333)

صحیح بخاری کی ایک روایت (325) کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ ؟ فَقَالَ: «لَا إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي».

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حُبَیْش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں استحاضہ ہوں، پاک نہیں رہ سکتی۔ نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ حیض نہیں، بلکہ ایک رگ کا خون ہے۔ آپ (استحاضہ سے پہلے) جتنے دن حیض میں گزارتی تھیں، اتنے دن نماز سے رک جائیں، پھر غسل کریں اور نماز پڑھیں۔''

فائدہ: شرح معانی الآثار (162/1) میں ''حسن'' سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

وَلٰكِنَّهُ عِرْقٌ فَتَقَهُ إِبْلِيسُ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ؛ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ.

''یہ ایک رگ ہے، جسے ابلیس پھاڑ دیتا ہے۔ حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز ادا کریں اور جب حیض آ جائے تو نماز سے رک جائیں۔''

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ

اغْتَسِلِي وَصَلِّي.

''سیدہ امِ حبیبہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے بارے میں سوال کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا۔ وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آپ کو حیض (کی پہلے سے معلوم مدت) روکے رکھے، رُکی رہیں، پھر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔''

(صحیح مسلم: 334)

1 مستحاضہ کا وضو

مستحاضہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھ سکتی ہے۔ اسے ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کرنا ہوگا ہے، مثلاً ظہر کی نماز کے لیے وضو کیا، تو نمازِ ظہر کے فرائض اور سنتیں ہی ادا کرسکتی ہے۔ دیگر نوافل یا قرآن کی تلاوت کرنا چاہتی ہے تو دوبارہ وضو کرنا ہو گا۔ اسی طرح دو نمازیں جمع کرنی پڑیں تو ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کرے گی۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ.

''ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کریں۔'' (صحیح البخاري: 36/1، رقم الحدیث: 228)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا مَيَّزَتْ دَمَ الْحَيْضِ مِنْ دَمِ الِاسْتِحَاضَةِ؛ تَعْتَبِرُ دَمَ الْحَيْضِ وَتَعْمَلُ عَلٰى إِقْبَالِهٖ وَإِدْبَارِهٖ، فَإِذَا

انْقَضٰى قَدْرُهُ اغْتَسَلَتْ عَنْهُ، ثُمَّ صَارَ حُكْمُ دَمِ الِاسْتِحَاضَةِ حُكْمَ الْحَدَثِ، فَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، لٰكِنَّهَا لَا تُصَلِّي بِذٰلِكَ الْوُضُوءِ أَكْثَرَ مِنْ فَرِيضَةٍ وَّاحِدَةٍ مُّؤَدَّاةٍ أَوْ مَقْضِيَّةٍ، لِظَاهِرِ قَوْلِهٖ: «ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ»، وَبِهٰذَا قَالَ الْجُمْهُورُ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب استحاضہ سے حیض کا فرق کر لے تو حیض کے ایام کو دیکھے، ان کے آغاز اور اختتام کے مطابق عمل کرے، حیض کے دن گزر جائیں، تو غسل کرے، استحاضہ کے باقی مسائل طہارت والے ہی ہیں۔ البتہ وہ ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کرے، ایک وضو کے ساتھ ایک نماز پڑھ سکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی ایسی عبادت نہیں کر سکتی، جس کے لیے وضو شرط ہو، نبی کریم ﷺ کے فرمان: ''آپ ہر نماز کے لیے الگ وضو کریں۔' سے یہی ظاہر ہوتا ہے، جمہور اہل علم کا فیصلہ بھی یہی ہے۔'' (فتح الباري:1/409، 410)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أُسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ؟ قَالَ: «لَيْسَ ذَاكَ بِحَيْضٍ، وَلَكِنَّهٗ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ؛ فَدَعِي الصَّلَاةَ عَدَدَ أَيَّامِكِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهِ، فَإِذَا أَدْبَرَتْ؛ فَاغْتَسِلِي، وَتَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ».

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حبیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں مہینہ، دو مہینے

مستحاضہ رہتی ہوں۔ فرمایا: یہ حیض نہیں ہوتا، بلکہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے۔ حیض کے ایام میں نماز سے رک جائیں، حیض ختم ہو جائے تو غسل کریں اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کریں۔'' (صحيح ابن حبّان: 1354، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، مستحاضہ کیا کرے؟ فرمایا: حیض کے دنوں کا حساب رکھے، اتنے دن نماز نہ پڑھے، پھر ایک مرتبہ غسل کرے اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے۔'' (صحيح ابن حبّان: 1355، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فرمان ہے:

الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

''مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز نہ پڑھے، پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي: 329/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ آلِ أَنَسٍ، فَأَمَرُونِي، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَمَّا مَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ؛ فَلَا تُصَلِّي، وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ،

وَلَوْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ، فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی آل سے ایک عورت کو استحاضہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ انھوں نے مجھے حکم دیا، میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا۔ تو فرمایا: جب تک حیض کا خون دیکھے، نماز سے رُکی رہے، جب طہر دیکھے، اگرچہ دن کا ایک حصہ ہی ہو، تو غسل کر کے نماز ادا کرے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة: 127/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا:

تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلٰى طُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

’’ایک دن کے لیے ایک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے۔ خون زیادہ آئے تو کپڑا باندھ لے۔‘‘

(المؤطّأ للإمام مالك: 63/1، سنن أبي داوٗد: 301، واللفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک قول

بعض کا کہنا ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے نہیں، بلکہ نماز کے وقت کے لیے وضو کرے گی، جیسے ظہر کا وقت ہو گیا اور اس نے وضو کر لیا تو عصر کا وقت داخل ہونے سے پہلے پہلے جتنی چاہے نمازیں پڑھ لے۔ یہ بے دلیل اور بے ثبوت ہے، نیز صحیح احادیث کے خلاف بھی ہے۔

ان احادیث کی یوں تاویل کرتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو کا مطلب ہے کہ ہر

نماز کے وقت کے لیے وضو کرے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَفِيهِ مَجَازُ الْحَذْفِ، وَيَحْتَاجُ إِلٰى دَلِيلٍ.

''حذف کا دعوی دلیل کا محتاج ہے۔'' (فتح الباري:410/1)

جب کوئی دلیل نہیں بن پائی تو اپنے مذہب کو سہارا دینے کے لیے ایک جھوٹی حدیث گھڑ لی۔ وہ یوں ہے:

الْمُسْتَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ.

''مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے گی۔''

(كتاب الآثار لمحمّد بن الحسن الشيباني: 88/1، المبسوط للسرخسي: 84/1، الهداية للمرغيناني: 67/1، فتح القدير شرح الهداية لابن الهمّام الحنفي: 179/1)

یہ جعلی اور جھوٹی روایت گھڑ کر اپنا ہی نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے۔

خلاصۃ التحقیق

مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔ اس کا بھی یہی حکم ہے، جسے سلسل البول کا مرض ہو یا اس کی مسلسل ہوا خارج ہوتی رہتی ہو۔ وہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے گا۔

2 غسلِ استحاضہ

مستحاضہ کے لیے حیض کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ کوئی غسل فرض نہیں، البتہ ہر نماز کے لیے الگ غسل کرنا یا دو نمازوں کے لیے ایک غسل مستحب ہے۔

ہر نماز کے لیے الگ غسل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَأَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ، فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِّنَ الرَّحِمِ، فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ قُرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَّحِيضُ لَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجہ، سیدہ ام حبیبہ بنت ِجحش کو استحاضہ کی ایسی شکایت تھی کہ پاک ہی نہیں ہوتی تھیں۔ ان کی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حیض نہیں بلکہ رحم کی ایک چوٹ ہے۔ وہ اپنے (استحاضہ سے پہلے کے) حیض والے دنوں کو دیکھ کر اتنے دن نماز چھوڑ دیں۔ پھر اس کے بعد دیکھیں اور (استحاضہ کی صورت میں) ہر نماز کے لیے غسل کریں۔''

(سنن النسائي:209، مسند الإمام أحمد:128/6، شرح معاني الآثار للطحاوي: 198/1، السنن الكبرٰى للبيهقي:349/1، وسندهٗ صحيحٌ)

صحیح بخاری (327) اور صحیح مسلم (63/334) میں ہے:

فَكَانَتْ تَّغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

''سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لیے الگ غسل کرتی تھیں۔''

دو نمازوں کے لیے ایک غسل

مستحاضہ ظہر وعصر کے لیے الگ، مغرب وعشا کے لیے الگ اور فجر کے لیے الگ غسل کر سکتی ہے۔ اس غسل کی صورت میں جمع صوری کرے گی۔ وہ یوں کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں ادا کرے گی، جونہی نماز کا وقت ختم ہو اور عصر کا وقت شروع ہو، تو عصر کی نماز ادا کر لے۔ حقیقتاً ہر نماز اپنے اپنے وقت میں ادا ہو گی، جبکہ صورتاً دونوں جمع ہوں گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أُسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُمِرَتْ أَنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا، وَأَنْ تُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا.

''عہدِ رسالت میں ایک عورت کو استحاضہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ اسے حکم دیا گیا کہ نمازِ عصر مقدم اور نمازِ ظہر مؤخر کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے، اسی طرح نمازِ مغرب کو مؤخر اور نمازِ عشا کو مقدم کر کے ان دونوں کے لیے ایک غسل کر لے اور نمازِ فجر کے لیے ایک غسل کرے۔''

(سنن أبي داوٗد: 294، سنن النسائي: 214، وسندہٗ صحيحٌ)

بغیر غسل نماز ادا کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ غسل کر لینا مشروع اور مستحب ہے۔

فائدہ: سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا والی روایت جو سنن ابو داوٗد (287)، سنن ترمذی

(128) اور سنن ابن ماجہ (622) میں آتی ہے۔ اس کی سند ''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن محمد بن عقیل اکثر محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اسی طرح سیدہ سہلہ بنتِ سہیل رضی اللہ عنہا کی روایت جو سنن ابو داؤد (295) میں موجود ہے۔ اس کی سند محمد بن اسحاق بن یسار مدنی کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ یہی روایت سنن کبریٰ بیہقی (353/1) میں بھی ہے۔ اس میں امام سفیان بن عیینہ ''مدلس'' ہیں۔ سماع کی تصریح نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی ''ضعیف'' ہے۔

سیدہ اسما بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کی روایت جو سنن ابو داؤد (296) میں آتی ہے۔ اس کی سند امام زہری کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

مستحاضہ اور عبادات

گزشتہ صفحات میں وضاحت ہو چکی ہے کہ مستحاضہ عام عورتوں کی طرح ہے۔ وہ نماز، روزہ ادا کرے گی، نیز قرآنِ مجید کی تلاوت اور طوافِ کعبہ کر سکتی ہے۔ مسجد میں اعتکاف بھی کر سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ، فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ، وَالصُّفْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا، وَهِيَ تُصَلِّي.

''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کیا، آپ مستحاضہ تھیں، سرخ اور زرد خون جاری رہتا تھا، بسا اوقات ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتیں اور وہ نماز پڑھتیں۔'' (صحيح البخاري:2037)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلِأَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ كَالطَّاهِرَةِ فِي الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهِمَا، فَكَذَا فِي الْجِمَاعِ، وَلِأَنَّ التَّحْرِيمَ إِنَّمَا يَثْبُتُ بِالشَّرْعِ، وَلَمْ يَرِدِ الشَّرْعُ

بِتَحْرِيمِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَأَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَائَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ، وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا؛ فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ، وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ.

''مستحاضہ کا حکم نماز، روزہ اور جماع میں عام عورت کی طرح ہے۔ کسی چیز کی حرمت شریعت ہی سے ثابت ہوسکتی ہے اور اس بارے میں شریعت نے کوئی حرمت بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم! رہا نماز، روزہ، اعتکاف، قرآنِ کریم کی قراءت، مصحف کو چھونا اور اسے اٹھانا، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر اور عبادات کا وجوب، تو اس میں وہ عام عورت کی طرح ہے۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح صحیح مسلم: 4/17)

عام عورت چونکہ بغیر وضو قرآن کو نہیں چھوسکتی، لہٰذا مستحاضہ بھی بغیر وضو قرآن کو نہیں چھوئے گی۔

مستحاضہ اور ازدواجی تعلقات

مستحاضہ سے مجامعت کی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ (البقرۃ: 2:223)

''بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتی کو جیسے چاہو، آؤ۔''

آیت کے عموم سے معلوم ہوا کہ استحاضہ میں مجامعت جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ممانعت ثابت نہیں۔

علامہ مرغینانی (530-593ھ) لکھتے ہیں:

وَدَمُ الِاسْتِحَاضَةِ كَالرُّعَافِ الدَّائِمِ، لَا يَمْنَعُ الصَّوْمَ وَلَا الصَّلَاةَ وَلَا الْوَطْئَ.

''استحاضہ کا خون، دائمی نکسیر کی طرح ہے۔ روزے، نماز اور جماع سے رکاوٹ نہیں۔'' (الھدایۃ: ص، 64 فتاویٰ عالمگیری: 39/1)

نفاس کا بیان

بچے کی پیدائش پر جاری ہونے والا خون نفاس کہلاتا ہے۔

اس باب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

فصل اوّل: ایامِ نفاس کی تعیین

فصل دوم: نفاس کے احکام و مسائل

ایامِ نفاس کی تعیین

نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نفاس والی چالیس دن نماز روزے سے رُکے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 28/4، السنن الكبرٰى للبيهقي: 341/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ؛ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ، وَبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے اہل علم کا اجماع ہے کہ نفاس والی چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی۔ ہاں اس سے پہلے پاک

ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔ اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نماز پڑھتی رہے گی۔ اکثر فقہاءِ کرام کا یہی قول ہے۔ یہی بات امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے کہی ہے۔‘‘

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 139)

تنبیہ: اس بارے میں مروی ساری کی ساری مرفوع احادیث ’’ضعیف‘‘ ہیں، البتہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے اور اجماع امت نے ان سے مستغنی کر دیا ہے۔

نفاس کے احکام و مسائل

خون نفاس دراصل خون حیض ہوتا ہے، اس کا وہی حکم ہے جو حیض کا ہے۔

خون نفاس کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

① حیض کا خون نجس ہے، نفاس کا خون بھی نجس ہے۔

② حیض کے بعد غسل واجب ہے، نفاس کے بعد بھی غسل واجب ہے۔

③ حیض میں جماع حرام اور ممنوع ہے، نفاس میں بھی حرام و ممنوع ہے۔

④ حیض میں شرمگاہ کے علاوہ جنسی تعلق قائم کرنا جائز ہے، نفاس میں بھی جائز ہے۔

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَحُكْمُ النُّفَسَاءِ حُكْمُ الْحَائِضِ فِي جَمِيعِ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهَا، وَيَسْقُطُ عَنْهَا، لَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا، وَكَذٰلِكَ تَحْرِيمُ وَطْئِهَا وَحِلُّ مُبَاشَرَتِهَا، وَالِاسْتِمْتَاعُ بِمَا دُونَ الْفَرْجِ مِنْهَا.

”نفاس اور حیض کا حکم ایک ہے، جو اعمال و افعال حائضہ پر حرام ہیں، وہی نفاس والی پر حرام ہیں، جو عمل حائضہ سے ساقط ہے وہی نفاس والی سے ساقط ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اسی طرح نفاس والی سے جماع حرام اور مباشرت

جائز ہے، شرمگاہ کے علاوہ فائدہ اٹھانا بھی درست ہے۔'' (المغني:362/1)

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَوَطْءُ النُّفَسَاءِ كَوَطْءِ الْحَائِضِ حَرَامٌ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ.

''حائضہ کی طرح نفاس والی سے جماع باتفاق ائمہ حرام ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی:624/21)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (1173-1250ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّ النِّفَاسَ كَالْحَيْضِ فِي جَمِيعِ مَا يَحِلُّ وَيَحْرُمُ وَيُكْرَهُ وَيُنْدَبُ.

''اس پر اجماع ہے کہ تمام حلال وحرام اور مکروہات و مندوبات میں نفاس کے احکام حیض کی طرح ہیں۔''

(نيل الأوطار في شرح المنتقٰى من الأخبار في الأحكام:353/1)

⑤ حیض میں نماز، روزہ، قرآنِ مجید کی تلاوت، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کعبہ ممنوع ہے، اسی طرح نفاس میں ممنوع ہے۔

⑥ حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع جائز نہیں، نفاس کے بعد بھی غسل سے پہلے جماع جائز نہیں۔

⑦ حیض رات کو ختم ہو تو فجر سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرے گی، یہی حکم نفاس کا ہے۔

⑧ اعتکاف میں حیض کا خون جاری ہو تو اعتکاف فاسد ہوگا۔ نفاس کا حکم بھی یہی ہے۔

⑨ نفاس کا خون ختم ہونے پر نماز، روزہ کی ادائیگی کرے، چالیس دن کے اندر اندر پھر خون جاری ہو تو نماز، روزہ سے رک جائے۔ کیونکہ یہ نفاس کا خون ہے۔

⑩ چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہے تو نماز روزے کی ادائیگی کرے، کیونکہ یہ نفاس کا خون نہیں، بلکہ کوئی بیماری ہے۔

⑪ حیض و نفاس میں روزہ حرام ہے۔ علم کے باوجود روزہ رکھنا گناہ ہے۔

⑫ نماز فجر کے فوراً بعد یا دن کے اول حصے میں حیض و نفاس ختم ہو تو اسی وقت روزے کی نیت کرنا درست نہیں، اگر ایسا کرے گی تو گناہ گار ٹھہرے گی اور روزے کی قضائی دینا ہو گی۔

⑬ پیدائش آپریشن سے ہوئی اور نفاس کا خون نہیں آیا یا طبعی طور پر نفاس کا خون نہیں آیا تو غسل کر کے نماز پڑھے، روزہ بھی رکھے خاوند اس سے صحبت بھی کر سکتا ہے۔

⑭ جس طرح حیض اور حمل میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح نفاس میں دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔

⑮ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو نفاس میں طلاق دے، تو ایامِ نفاس عدت میں شمار نہیں ہوں گے۔ ان کے بعد تین حیض عدت شمار کی جائے گی۔

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ نُفَسَاءُ؛ لَمْ تَعْتَدَّ بِدَمِ نِفَاسِهَا فِي عِدَّتِهَا.

''نفاس میں طلاق دے، تو عورت ایامِ نفاس کو عدت شمار نہیں کرے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 159/5، وسندهٗ صحيحٌ)

⑯ اسقاطِ حمل (Miscarriage) کی صورت میں دیکھنا ہو گا کہ حمل واضح ہے یا نہیں۔ اگر واضح ہے تو خون نفاس کا ہی ہو گا۔ حمل نوے دن میں واضح ہو جاتا ہے۔ حمل واضح نہیں تو خون نفاس کا نہیں۔

⑰ ولادت کے بعد خون نہیں آیا، تو بھی غسل فرض ہو گا۔

عدت کے مسائل

خاوند فوت ہو جائے یا طلاق ہو جائے یا خلع لے لے، تو عورت کو ایک خاص عرصہ مخصوص انداز سے گزارنا پڑتا ہے، مثلاً زیب و زینت اختیار نہیں کر سکتی، خوشبو نہیں لگا سکتی اور کسی دوسرے مرد سے منگنی یا نکاح نہیں کر سکتی۔ یہ عرصہ مختلف عورتوں کے لیے مختلف ہوتا ہے۔ تفصیل آ رہی ہے۔

اس باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

فصل اوّل: حاملہ کی عدت

فصل دوم: مطلقہ کی عدت

فصل سوم: خلع یافتہ کی عدت

فصل چہارم: دورانِ حیض عدت کا آغاز

حاملہ کی عدت

خاوند فوت ہو جائے یا طلاق دے دے، حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، جب تک بچہ جنم نہ دے، عدت میں رہے گی اور بچے کی پیدائش کے بعد عدت ختم ہو جائے گی، خواہ چند دن یا چند لمحے ہی گزرے ہوں۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق 65: 4)

''حاملہ کی عدت بچے کی پیدائش ہے۔''

❁ سیدہ سُبَیعہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، ان کے شوہر وفات پا گئے۔ چند دن بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نکاح کی اجازت دے دی۔

(صحيح البخاري: 5318، 6906، صحيح مسلم: 1485)

نیز دیکھیں: (صحيح البخاري: 5319، 5320، صحيح مسلم: 1484)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا

وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّ التَّزْوِيجُ لَهَا، وَإِنْ لَّمْ تَكُنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا.

''اکثر اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، جن میں اصحاب رسول ﷺ بھی شامل ہیں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو بچے کی ولادت کے بعد اس کے لیے نکاح جائز ہے، خواہ عدت ختم نہ ہوئی ہو۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 1193)

مطلقہ کی عدت

طلاق یافتہ کی عدت تین حیض ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرۃ 2:228)

''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔''

اہل عرب کے نزدیک ''قرء'' کا لفظ مشترک ہے، جو طہر اور حیض دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس آیت میں اس سے مراد ''حیض'' ہے۔ عدت کا شمار حیض سے کیا جاتا ہے۔ البتہ جن عورتوں کو حیض نہ آئے ان کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق 65:4)

''وہ طلاق یافتہ عورتیں جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہوں، شک کی صورت میں ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں تین قسم کی طلاق یافتہ عورتوں کا بیان ہے؛ایک وہ جس کا حیض عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ دوسری وہ جسے کم عمری کی وجہ سے حیض آیا ہی نہیں۔ ان دونوں کی عدت تین ماہ ہے۔ تیسری وہ ہیں، جو بوقتِ طلاق حاملہ ہوں۔ ان کی عدت وضع حمل ہے۔

البتہ لونڈی کی عدت آزاد عورت سے مختلف ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عِدَّةُ الْأَمَةِ إِذَا لَمْ تَحِضْ شَهْرَيْنِ، وَإِذَا حَاضَتْ حَيْضَتَيْنِ .

''لونڈی کو حیض نہ آتا ہو تو عدت دو ماہ ہے، آتا ہو، تو دو حیض۔''

(السنن الكبرٰی للبيهقي:425/7، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ، وَعِدَّةُ الْأَمَةِ حَيْضَتَانِ .

''آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك:574/2، وسندهٗ صحيحٌ)

خلع یافتہ کی عدت

عورت نکاح سے نکلنا چاہے اور پنچائیت یا عدالت حق مہر واپس دلوا کر نکاح ختم کرا دے، تو اسے خلع کہتے ہیں۔

خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں، لہٰذا خلع والی عورت کی عدت وہ نہیں جو مطلقہ عورت کی ہوتی ہے۔ خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

❁ امام ابو جعفر، نحاس (م:338ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَصِحَّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصِّحَابَةِ خِلَافُهٗ.

”کسی صحابی سے بھی اس کے خلاف ثابت نہیں۔“

(الناسخ والمنسوخ، ص:229، زاد المعاد لابن القيّم:5/594)

❁ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی کو مارا اور ان کا ہاتھ توڑ دیا۔ ان کا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اسے فرمایا:

«خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا».

”حق مہر لے لیں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔“

اس کے بعد:

فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً، فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا.

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک حیض انتظار کریں، پھر گھر والوں کے پاس چلی جائیں۔'' (سنن النسائي:3497، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدہ ربیع بنتِ معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي، ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ، فَسَأَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهٗ حَتّٰى تَحِيضِينَ حَيْضَةً، قَالَتْ: وَإِنَّمَا تبع فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ، وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

''میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ فرمایا: کوئی عدت نہیں، ہاں خاوند سے قریب قریب کوئی تعلق قائم ہوا ہے تو اس کے پاس ایک حیض گزاریں۔ (سیدہ ربیع کہتی ہیں:) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے اس فیصلے کے موافق تھا جو آپ نے مریم مغالیہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر ان سے خلع لے لیا۔''

(سنن ابن ماجه:2058، سنن النسائي:3528، المعجم الكبير للطبراني:265/24، 266، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں۔

إِنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

''انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ ایک حیض عدت گزاریں۔''

(سنن الترمذي: 1185، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن الجارود: 763)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الرُّبَيِّعِ الصَّحِيحُ أَنَّهَا أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

''ربیع رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث یہ ہے کہ انھیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔''

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔''

(سنن أبي داوٗد: 2229، سنن الترمذي: 1185، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

حافظ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا أَدَلُّ شَيْءٍ عَلٰى أَنَّ الْخُلْعَ فَسْخٌ وَّلَيْسَ بِطَلَاقٍ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ

تَعَالٰی قَالَ: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة 2:228)،
فَلَوْ كَانَتْ مُطَلَّقَةً لَّمْ يَقْتَصِرْ لَهَا عَلٰى قُرْءٍ وَّاحِدٍ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة 2:228) ''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔'' اگر خلعہ لینے والی طلاق یافتہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک حیض پر اکتفا نہ کرتے۔'' (معالم السنن:3/256)

علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِنْ كَانَ ثَابِتًا؛ فَهُوَ حُجَّةٌ لِّمَنْ قَالَ: الْخُلْعُ لَيْسَ بِطَلَاقٍ، لِأَنَّهٗ لَوْ كَانَ طَلَاقًا لَّمْ يُعْتَدَّ فِيهِ بِحَيْضَةٍ.

''یہ حدیث ثابت ہو تو خلع کو فسخ نکاح کہنے والے کی دلیل ہے، کیونکہ اگر یہ طلاق ہوتا، تو عدت ایک حیض نہ ہوتی۔'' (تنقيح التحقيق:4/416)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْخُلْعَ لَيْسَ بِطَلَاقٍ.

''یہ دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں۔'' (الدراية في تخريج أحاديث الهداية:2/75)

علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلَعَلَّ مَنْ لَّا يَقُولُ بِالْحَدِيثِ؛ يَقُولُ: إِنَّ الْوَاجِبَ فِي الْعِدَّةِ ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ بِالنَّصِّ، فَلَا يُتْرَكُ النَّصُّ بِخَبَرِ الْآحَادِ......، وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ لِّمَنْ يَّقُولُ: إِنَّهٗ لَيْسَ بِطَلَاقٍ عَلٰى أَنَّهٗ لَوْ سُلِّمَ أَنَّهٗ طَلَاقٌ؛ فَالنَّصُّ

مَخْصُوصٌ، فَيَجُوزُ تَخْصِيصُهُ.

''شاید جو اس حدیث کو تسلیم نہیں کرتا، وہ کہے کہ عدت میں تین حیض پورا کرنا واجب ہے، خبر واحد کے ذریعے اس نص کو چھوڑا نہیں جا سکتا...... یہ حدیث دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں۔ اسے طلاق مان لیا جائے، تو یہ نص مخصوص ہے اور اس کی تخصیص جائز ہے۔'' (حاشية السندي على سنن ابن ماجه:634/1)

ملاحظہ: نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ، وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً».

''حق مہر والا باغ قبول کریں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔'' (صحيح البخاري:5273)

حدیث کا معنی و مفہوم دوسری احادیث سے متعین ہوتا ہے، اسی باب کی دوسری حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

«خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا».

''حق مہر واپس لے لیں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔''

(سنن النسائي:3497، وسنده صحيحٌ)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ.

''خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك برواية القعنبي:565/2، سنن أبي داؤد:223، وسنده صحيحٌ)

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: تَعْتَدُّ ثَلَاثَ حِيَضٍ، حَتّٰى قَالَ هٰذَا عُثْمَانُ،

فَكَانَ يُفْتِي بِهٖ وَيَقُولُ: خَيْرُنَا وَأَعْلَمُنَا.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خلع کی عدت تین حیض شمار کرتے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک حیض کا فتوی دیا تو آپ رضی اللہ عنہما بھی ایک حیض کا فتوی دینے لگے، آپ فرماتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر اور ہم سے بڑے عالم ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 114/5، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: ✻ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ؛ ثَلَاثُ حِيَضٍ.

''صحابہ کرام اور دیگر اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ خلع یافتہ عورت کی عدت مطلقہ عورت کی طرح تین حیض ہے۔'' (سنن الترمذي، تحت الحديث: 1185)

یہ امام صاحب رحمہ اللہ کا تسامح ہے، کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انھوں نے خلع والی عورت کی عدت تین حیض قرار دی ہو۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رجوع ثابت ہے۔

❁ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ إِلٰى هٰذَا؛ فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ.

''ایک حیض والا مذہب قوی ہے۔'' (سنن الترمذي، تحت الحديث: 1185)

اعتراض نمبر ①: بعض لوگوں کہتے ہیں:

''جمہور کے نزدیک حدیثِ باب میں حيضة سے مراد جنس حیض ہے۔ اس پر بعض ان روایات سے اشکال ہوتا ہے، جن میں حيضة کے ساتھ واحدة کی قید مصرح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ راوی کا تصرف ہے۔ دراصل اس

حیضۃ میں ۃ تاءِ وحدت نہیں، بلکہ بیانِ جنس کے لیے ۃ لائی گئی ہے۔''

(درسِ ترمذی از تقی عثمانی: 2/496)

جواب: یہ منکرین حدیث کی روش ہے کہ جو حدیث اپنے موقف کے خلاف دیکھی، اسے راوی کا تصرف کہہ کر حدیث کو مطعون و مشکوک بنا دیا۔

حیضۃٌ، یَحِیضُ کا مصدر ہے، اصل میں حیضٌ تھا، اس میں ۃ وحدت کی ہے۔ ثلاثی مجرد کا مصدر فَعْلَۃٌ کے وزن پر آئے تو وحدت کا فائدہ دیتا ہے۔ ثلاثی مجرد کا مصدر یا تو ۃ سے خالی ہوتا ہے یا ۃ کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے، جیسے رحمۃٌ ہے۔ اگر ۃ سے خالی ہو اور اس سے وحدت مراد لینی ہو تو ۃ لائی جاتی ہے اور اگر پہلے سے ۃ کے ساتھ مستعمل ہو، تو وحدت مراد لینے کے لیے واحدۃ کی قید بڑھائی جاتی ہے، جیسے رَحِمْتُہٗ رَحْمَۃً وَّاحِدَۃً.

بالفرض ان کی بات تسلیم کر لی جائے کہ حیضۃٌ میں ۃ جنس کے لیے اور جنس واحد، تثنیہ اور جمع کو شامل ہوتی ہے تو ہم روایت کے لفظ واحدۃ کے ساتھ جنس سے وحدت مراد لیں گے، کیونکہ واحد بھی جنس کے افراد میں سے ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا فتویٰ قبول فرمایا۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اسے قوی مذہب قرار دیتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ حدیث میں واحدۃ کے لفظ کو راوی کا تصرف کہتے ہیں۔ کیا موصوف سے پہلے کسی نے یہ اعتراض کیا؟

اعتراض نمبر ②: لکھتے ہیں:

''نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت جو خبر واحد ہے، نص قرآنی:
﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة 2:228) کا معارضہ
نہیں کرسکتی۔'' (درسِ ترمذی:3/496)

جواب: ① منکرین حدیث یہی ہتھیار صدیوں سے حدیثِ نبوی ردّ کرنے کے لیے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔

آیتِ کریمہ کا حکم عام ہے، جس طرح نصِ قرآن سے حاملہ کی عدت اس عموم سے مستثنیٰ ہے، اسی طرح نص حدیث سے خلع والی کی عدت بھی اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔

② یہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے۔ خود انھی لوگوں کے نزدیک عام مخصوص منہ البعض کی تخصیص خبر واحد سے بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عام مخصوص منہ البعض ظنی ہے اور خبر واحد بھی ظنی ہے، لہٰذا ظنی کی تخصیص ظنی سے ان کے نزدیک بلا اختلاف جائز ہے۔

③ اس آیت کا تعلق طلاق سے ہے، جبکہ حدیث خلع کے متعلق ہے اور خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے۔

خلاصۃ التحقیق

خلع کی عدت ایک حیض ہے، کیونکہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔

تنبیہ: خلع کے بعد سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہو تو کوئی عدت نہیں۔ فوراً نکاح کر سکتی ہے، کیونکہ عدت استبراءِ رحم کے لیے ہوتی ہے۔

حیض میں عدت کا آغاز

جس حیض میں طلاق ہوئی، خاوند فوت ہوا یا خلع لیا، وہ حیض عدت شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بعد والے حیض عدت شمار ہوں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِذَا طَلَّقَهَا وَهِيَ حَائِضٌ، لَمْ تَعْتَدَّ بِتِلْكَ الْحَيْضَةِ.

''حیض میں طلاق دے تو وہ حیض عدت شمار نہیں ہوگا۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي: 418/7، وسندهٗ حسنٌ)

ابو الزناد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، أَوْ هِيَ نُفَسَاءُ، فَعَلَيْهَا ثَلَاثُ حِيَضٍ سِوَى الدَّمِ الَّذِي هِيَ فِيهِ.

''حیض یا نفاس میں طلاق دی تو عدت تین حیض ہوگی، جس حیض یا نفاس میں طلاق دی اس کا شمار نہیں ہوگا۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي: 418/7، وسندهٗ حسنٌ)

متفرق مسائل

① دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض خواتین جب کسی کے ہاں مہمان ہوتی ہیں تو شرم وحیاء کے باعث حیض ہی میں نماز، روزہ ادا کر لیتی ہیں، یہ اقدام ناجائز و حرام ہے۔ یہ شعار اسلام کا مذاق ہے، جو انسان کو کفر تک لے جاتا ہے۔

② حیض ونفاس میں دینی کتب کا مطالعہ جائز اور درست ہے۔

③ غسل جنابت فرض ہو اور حیض آ جائے، تو اسے دو غسل کرنے پڑیں گے، ایک واجب دوسرے واجب سے کفایت نہیں کرتا۔

④ جنابت یا حیض و نفاس میں فوت ہو جائے تو اسے ایک ہی غسل دیا جائے گا، کیونکہ وہ غسل کی مکلّف نہیں رہی۔ تجہیز و تکفین کرنے والے مسلمان تو وہ ایک ہی دفعہ غسل دینے کے مکلّف ہیں۔

⑤ عدت حیض کے حساب سے گزار رہی ہو، لیکن درمیان میں بیماری یا عمر رسیدگی کی وجہ سے حیض رُک جائے، تو وہ باقی عدت مہینوں کے حساب سے گزارے گی، کیونکہ مہینہ حیض کا بدل ہے۔

⑥ ایک ماہ میں دو یا تین بار حیض آتا ہو تو ہر حیض عدت شمار ہو گا۔

⑦ کم سنی میں طلاق ہوگئی، ساتھ ہی حیض آ گیا تو عدت حیض کے حساب سے گزارے۔

⑧ دورانِ طواف حیض آ جائے، تو طواف ترک کر دے اور پاک ہونے کے بعد از سر نو طواف کرے۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا حَاضَتْ بَعْدَ مَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَشْوَاطًا؛ فَإِنَّهَا تُقِيمُ حَتّٰى تَطْهُرَ، وَتَسْتَقْبِلَ الطَّوَافَ.

''طواف کے کچھ چکر کاٹ چکی ہو پھر حیض آئے تو طواف سے رک جائے، حیض ختم ہونے کے بعد دوبارہ طواف کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة:13581، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ حج تمتع کا ارادہ کرے، لیکن طواف سے پہلے ہی حائضہ ہو جائے تو حج کا احرام باندھ کر طوافِ کعبہ کے علاوہ ہر وہ کام کرے، جو حاجی کرتے ہیں۔ حیض ختم ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے۔

⑩ طواف زیارت کے دوران حیض آ جائے تو طواف چھوڑ دے اور باقی مناسکِ حج ادا کرتی رہے۔ حیض ختم ہونے کے بعد طوافِ زیارت کر لے۔

⑪ عمرہ کے لیے احرام باندھے، لیکن طواف سے پہلے حائضہ ہو جائے، اس صورت میں اگر نو ذوالحجہ سے پہلے حیض ختم ہو جائے تو عمرہ مکمل کرے، پھر حج کا احرام باندھ لے گی۔ لیکن اگر یومِ عرفہ سے پہلے ختم نہ ہو تو حج کو عمرہ میں داخل کرے اور لَبَّيْكَ حَجًّا وَّعُمْرَةً کہے۔ حیض ختم ہونے کے بعد غسل کر کے طوافِ زیارت کرے۔

⑫ حائضہ نے میقات پر عمرہ کا احرام نہیں باندھا، اسی طرح مکہ پہنچ گئی، تو اس صورت

میں حیض ختم ہونے کے بعد میقات پر جا کر احرام باندھے گی اور اس پر دم (جانور کا فدیہ) ہے۔

⑬ حائضہ اور نفاس والی طواف نہیں کرے گی، بلکہ جب پاک ہوگی تو طوافِ زیارت کرے گی۔ اگر طوافِ زیارت کے بعد حیض یا نفاس کا خون شروع ہوا تو طوافِ وداع کیے بغیر واپس آ جائے۔

مستحاضہ ہر قسم کا طواف کر سکتی ہے۔

⑭ ایامِ مخصوصہ میں تلبیہ کہہ سکتی ہے، لیکن احرام باندھنے سے پہلے غسل کرے گی۔

(صحیح مسلم: 1209)

⑮ عمرہ پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے، لیکن سفر شروع کرنے سے پہلے ہی حیض آ جائے تو وہ سفر پر روانہ ہو جائے، میقات پر احرام باندھے اور عمرہ کی نیت کر لے، اپنی رہائش گاہ پر چلی جائے۔ پاک ہونے کے بعد غسل کر کے عمرہ ادا کرے۔

فائدہ ①: حج تمتع کرنے والا تین طواف کرتا ہے:

① طوافِ عمرہ، جسے طوافِ قدوم بھی کہتے ہیں۔

② طوافِ زیارت، جسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں، دس ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔

③ طوافِ وداع، مکہ مکرمہ چھوڑتے وقت کیا جاتا ہے۔

فائدہ ②: حج کی تین اقسام ہیں:

① حج اِفراد، جس میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے۔

② حج قِران، جس میں حج و عمرہ کے لیے اکٹھا احرام باندھا جائے۔ یاد رہے کہ یہ حج اس صورت میں ہوگا، جب حاجی قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے کر جائے۔

③ حج تمتع، جس میں حاجی عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیتا ہے اور آٹھ ذوالحجہ کو حج کی نیت سے دوبارہ احرام باندھتا ہے۔

تنبیہ: حالتِ حیض میں طبی اعتبار سے چند احتیاطیں ملحوظ رہیں:

ٹھنڈا پانی نہ پئیں۔ ٹھنڈی اور سرد چیزوں سے پرہیز کریں۔ گرم تر اور معتدل مزاج غذا استعمال کریں، شکر اور سونف کی چائے نوش کریں۔ نیز سرد اور ترش پھلوں سے پرہیز ضروری ہے۔ جلد ہضم ہو جانے والی غذا استعمال کریں۔ ان دنوں میں قبض انتہائی مضر ہے۔ لہٰذا اس کا تدارک چاہیے۔

ان دنوں میں ضرورت کے مطابق گرم پانی سے غسل کیا جائے، اجتناب بہتر ہے۔

جسمانی صفائی کا خیال نہایت ضروری ہے۔ صاف ستھرا لباس زیبِ تن کیا جائے۔

ان دنوں میں رنج وغم اور غصہ وخوف بھی نقصان کا باعث ہے۔